ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۱ رشوال ۱۳۸۷ھ
۱۲ رجنوری ۱۹۶۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

درس حدیث شریف

دست بکار دل بیار

حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
مرتبہ :- محمود احمد عارف

حدیث قدسی میں ارشاد ہے :-

یا ابن آدم تفرغ لعبادتی أملاء صدرك غنی و أسد فقرك وإن لا تفعل ملأت يدك شغلا ولم اسد فقرك ۔

اس حدیث شریف میں باری تعالےٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بندوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ اگر وہ خدا کی طرف رجوع کریں گے۔ تو ان کے سارے کام ٹھیک ہو جائیں گے۔ تمام کاموں میں برکت ہوگی ورنہ کاموں میں برکت نہ ہوگی ــ اگرچہ بظاہر اس کے سارے کام ٹھیک نظر آتے ہوں۔ مگر درحقیقت وہ ہمیشہ پریشان اور حاجت مند رہے گا۔

حدیث شریف کا پہلا فقرہ ہے یاابن ادم تفرغ لعبادتی ۔ اے انسان ! تو ہماری عبادت کے لئے خالی (فارغ) ہو جا۔ اس کا یہ مطلب تو ہے ہی نہیں کہ سارے کام چھوڑ کر ہماری عبادت میں لگ جا ۔ کیونکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کبھی نہیں کیا ۔ اور نہ ہی صحابہ کرام ؓ میں سے کسی کو ایسی تعلیم دی ہے ۔ بلکہ ایک دفعہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے آپس میں بیٹھ کر یہ طے کیا کہ آئندہ ہم دنیا کے تمام کام چھوڑ کر اللہ کی عبادت کریں گے ۔ اسی کی یاد میں باقی زندگی گذاریں گے ۔ چنانچہ ہر ایک نے اپنے لئے علیحدہ علیحدہ عبادت تجویز کی ۔ ایک نے کہا ۔ میں اپنے آپ کو یکسو رکھوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا ۔ تاکہ یکسوئی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہوں ۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا ۔ تیسرے نے کہا کہ میں پوری پوری رات اللہ تعالےٰ کی عبادت کیا کروں گا ۔ غرض سب نے اپنے اپنے لئے ایک نہایت پُر مشقت عبادت تجویز کر لی ۔

اس ارادے اور اس طرح فیصلہ کرنے سے پہلے انہوں نے یہ معلوم کر لیا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کتنی اور کس طرح عبادت فرماتے ہیں ۔ جب آپ کے معمولات کا علم ہوا تو کہنے لگے کہ اللہ نے ۔آپ کو نبی بنایا ہے ۔ ہر چیز آپ کے لئے معاف ہے ۔ آپ کو اتنی عبادت کی بھی ضرورت نہیں جتنی کر رہے ہیں ۔ ہم ہیں گناہ گار ۔ ہمیں تو زیادہ سے زیادہ عبادت کرنی چاہیئے ۔ اس لئے انہوں نے سب کاموں کو چھوڑنے اور عبادت کرنے کا تہیہ کر لیا ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان کا یہ فیصلہ معلوم ہوا تو انہیں طلب فرما کر ارشاد فرمایا ۔ کہ مجھے معلوم ہوا ہے تم نے ایسا ایسا طے کیا ہے اور یہ سب غلط ہے ۔ میں تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا اور خدا کا تقویٰ رکھنے والا ہوں ۔ اور یہ بھی ۔ روزہ رکھتا بھی ہوں ، نہیں بھی رکھتا ہوں ۔ رات کو جاگتا بھی ہوں سوتا بھی ہوں ۔ نکاح بھی کرتا ہوں ۔ جو میرا طریقہ ہے صرف وہی نجات کا راستہ ہے ۔ جو اس کے علاوہ راستہ اختیار کرتا ہے وہ غلط راستہ پر ہے ۔ فمن رغب عن سنتي فليس مني ۔ غرض انہیں ان کے ارادوں پر عمل کرنے سے سختی سے منع فرمایا ۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو دیکھا کہ جہاں اچھی جگہ دیکھتا ہے چاہتا ہے کہ میں یہاں رہ جاؤں ۔ تاکہ سکون سے اللہ تعالےٰ کی عبادت کروں آپ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا ۔ اور ارشاد فرمایا کہ لوگوں سے مل جل کر رہو ۔ اُن سے جو تکلیف تمہیں پہنچے گی اس پر صبر کروگے تو تم کو ثواب ملے گا ــ روایت میں ہے عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المسلم يخالط الناس و يصبر على اذاهم افضل من الذی لا يخالطهم ولا يصبر على اذاهم ۔ مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمان جو لوگوں میں مل جل کر رہے اور اُن سے جو تکالیف و اذیتیں پہنچتی ہوں اُن پر صبر کرے اس سے اچھا ہے جو لوگوں میں نہیں رہتا اور ان کی اذیتوں پر صبر نہیں کرتا ۔

یہ حقیقت ہے کہ لوگوں میں رہنے والے کو کسی نہ کسی سے کوئی نہ کوئی تکلیف ضرور پہنچتی ہے ۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں جو تکلیف پہنچے گی اس پر صبر کر کے ثواب حاصل کرو ۔

اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد تفرغ لعبادتی کہ اے انسان ! تو میری عبادت کے لئے خالی اور فارغ ہو جا کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان تارک الدنیا ہو کر بیٹھ جائے کیونکہ اسلام نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے بلکہ خالی (فارغ) ہونے کی صورت یہ ہے کہ ہر کام میں شریعت ہی کو رہبر بنائے ۔ اٹھنے بیٹھنے میں ، سونے جاگنے میں ، خرید و فروخت میں غرضیکہ تمام معاملات اور سب کاموں میں شریعت ہی کو مدنظر رکھے ایسا کرنے والے نے گویا اپنے آپ کو خدا سے فارغ کر لیا ۔

شریعت نے ہر کام میں رہبری کر دی ہے ۔ دنیا میں کوئی کام ایسا نہیں جس کے کرنے کا طریقہ خدا تعالےٰ نے نہ بتلایا ہو ۔ یا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں نہ رہا ہو ۔ تو جو انسان اپنی زندگی کو ایسی بنائے جیسی شریعت نے بتلائی ہے ۔ تمام کام شریعت کے مطابق کرے تو وہ ایسا ہے جیسے صبح سے شام تک خدا کی عبادت میں لگا رہا ۔ اگرچہ بظاہر ایسے شخص نے اپنا وقت دنیاوی کاموں میں گذارا ہو ۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالےٰ کے پسندیدہ کام کئے جو کام اللہ کو ناپسند تھے وہ چھوڑ دئے ۔ جائز کام کرتا رہا ۔ اور ناجائز سے کنارہ کشی اختیار کی ـــ جو آدمی جائز حدود میں کاروبار کرتا ہے وہ لامحالہ خدا کی حدبندی کا خیال رکھتا ہے ۔ اور کاروبار کے وقت اس کا دھیان خدا ہی کی طرف لگا رہتا ہے ۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی طرح زندگی گذارتا ہے وہ ناجائز کاموں سے صرف اس لئے کنارہ کش ہے تاکہ اس سے اس کا خدا ناراض نہ ہو ۔ گویا

(باقی صہ۱۸ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظرؔ
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | ۱۱ر شوال المکرم ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۲ر جنوری ۱۹۶۷ء | شمارہ ۳۶

حفاظتِ دین کا تقاضا؟

آج کل فتنوں کا دَور ہے۔ ہر طرف فتنے ہی فتنے سر اٹھا رہے ہیں۔ کہیں اسلام کا نام لے کر اسلام کے خلاف حرکات سرزد ہو رہی ہیں اور اسلام کی جڑ پر کلہاڑا چلایا جا رہا ہے۔ کہیں قرآن عزیز کو منزل من اللہ اور کلام الٰہی ماننا عقل کی ناپختگی قرار دیا جا رہا ہے اور کہیں جبرئیلؑ کے وجودِ خارجی کا انکار کر کے فکر و نظر کی کجی کا اظہار ہو رہا ہے، کہیں حدیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیثیت بدلنے میں قلم و بیان کا زور صرف ہو رہا ہے اور کہیں دجّالِ عصرِ حاضر کا طائفہ اور اس کے حواری اندر ہی اندر اپنا جال بچھا کر امتِ مسلمہ کو اپنے پھندے میں پھانسنے کے خواب دیکھ رہے ہیں — غرضیکہ جس طرف نگاہ اٹھاؤ اسلام دشمنی اور خلافِ شریعت سرگرمیاں اپنے شباب پر نظر آئیں گی۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ اسلام دوست عناصر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا اور جاں نثار اگر وہ بحیثیت مسلمان زندہ رہنا چاہتے ہیں تو اپنے فرض کو پہچانیں اپنے اندر اتحادِ فکر و عمل پیدا کریں، اس ملک میں اپنے مستقبل کو درخشندہ و پائندہ دیکھنے کے لئے کوئی ٹھوس، واضح اور مؤثر لائحہ عمل ترتیب دیں اور ہر قسم کے فروعی مسائل سے بالاتر ہو کر ایسی پالیسی وضع کریں کہ اسلام دشمن عناصر کسی طرح بھی ہمارے اتحاد کو پارہ پارہ نہ کر سکیں اور نہ ہی ہمارے متفقہ مفاد اور نصب العین پر کوئی ضرب لگا سکیں۔ چنانچہ اس سلسلے کی اولین کڑی یہ ہے کہ مختلف فرقوں کے مسلّمہ رہنما و مشائخ جو قرآن و حدیث پر ایمان رکھتے ہیں اور خلافتِ راشدہ اور قرونِ اولےٰ کے دَور کو اپنے لئے مشعلِ راہ اور نمونۂ ہدایت تصوّر کرتے ہیں — آپس میں مل بیٹھیں اور سوچیں کہ وہ کس طرح اُس دین کی حفاظت کر سکتے ہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علماً اور عملاً نافذ کر کے دکھایا اور خلفائے راشدہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جسے چار دانگِ عالم میں پھیلایا۔ اس سوچ میں جدید مسائل سے عہدہ برآ ہونے کا طریق، نئے فتنوں سے نبٹنے کا انداز اور اس راہ میں پیش آمدہ ہر قسم کی مشکلات کا حل بھی شامل ہونا چاہئے۔ پھر اس کے بعد انہیں اپنے تمام ذاتی مفادات و اغراض سے قطع نظر کر کے دین کے مفاد کو مقدم رکھنا چاہئے اور حفاظتِ دین کے لئے اپنی قیمتی سے قیمتی متاع کو بھی قربان کرنے سے دریغ نہ کرنا چاہئے اور اس عزم محکم اور یقین کامل سے میدان میں اترنا چاہئے کہ خواہ عزت، مال، جان اور ہر چیز ختم ہو جائے مگر اللہ کا دین بچ جائے۔ کیونکہ اس طریق کی پہلی منزل ہی یہ ہے ؎

ترکِ جان و ترکِ مال و ترکِ سر
در طریقِ عشق اوّل منزل است

اس سلسلے کی ایک سب سے بڑی کوتاہی اور کمزوری یہ بھی ہے کہ جہاں حفاظتِ دین کا نام آتے عوام و خواص سب ہی یہ خیال کرتے ہیں کہ حفاظتِ دین صرف علماء و مشائخ ہی کا کام ہے اور محض انہیں کو اس فریضہ سے عہدہ برآ ہونا ہے اس بارے میں ہم پر کوئی فرض عائد نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہی وہ سب سے بڑی خامی ہے جس نے دین کی جڑوں کو عوام میں کمزور کر دیا ہے اور اُن کا دینی علوم کی طرف سے رجحان گھٹتا چلا جاتا ہے — درحقیقت پیغمبرِ اسلامؐ نے تو ہر مسلمان کو دین کا مبلغ اور محافظ بنایا ہے اور ہر مسلمان پر لازم قرار دیا ہے کہ وہ دین کی بات دوسرے تک پہنچائے۔ ظاہر ہے دین دوسروں تک وہی پہنچا سکتا ہے جو پہلے خود دین کو سمجھے اور اس طرح دین کا سمجھنا، عمل کرنا اور دوسروں تک پہنچانا یہ سب چیزیں ہی سچے مسلمان کے فرائض میں شامل ہو گئیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عوام ماسوا جدید طبقہ کے چند لوگوں کے دین پر جان چھڑکتے ہیں اور علماء سے ان کا نہایت گہرا رابطہ ہے مگر دین سے عدم واقفیت انہیں مختلف قسم کی غلط فہمیوں میں مبتلا کر دیتی ہے اور اس طرح ان پر دین کی گرفت ڈھیلی ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ پس انہیں بھی اپنی جگہ خواہ وہ تاجر ہیں یا مزدور،

جلسۂ تقسیمِ اسناد

مدرسہ قاسم العلوم (انجمن خدام الدین) شیرانوالہ دروازہ لاہور کے دورۂ تفسیر میں کامیاب علماء کرام کو ۱۲ر جنوری ۱۹۶۸ء بعد از نماز جمعہ جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ میں سندات تقسیم کی جائیں گی۔ اسناد حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی تقسیم فرمائیں گے۔ اس مبارک موقع پر لاہور کے تمام اکابر علماء تشریف فرما ہوں گے۔ اور اُن کے خطاب کے علاوہ حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب بھی اپنے ارشادات سے حاضرین کو مستفیض فرمائیں گے۔

(ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور)

انسان خلاصۂ کائنات ہے

مرتبہ: محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے جلسہ دستار بندی میں ۸ر اکتوبر ۱۹۶۷ء کو حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

حضرت دامت برکاتکم، علمائے کرام، بزرگو اور بھائیو!

میرا اس تقریب میں حاضر ہونا محض اپنے اکابر کی زیارت اور قدم بوسی کی غرض سے تھا۔ مگر تعمیلِ حکم کے تحت چند گذارشات پیش کر دیتا ہوں۔

کائنات میں انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنایا خداوند کریم نے دنیا، جہان، زمین، فضا میں جس کو مقامِ خلافت بخشا وہ کون ہے؟ انسان اگر انسان صحیح رہا تو ساری کائنات صحیح رہے گی اور اگر انسان ہی بگڑ گیا تو ہمارا سارا جہان بگڑ جائے گا۔ صوفیاء کی اصطلاح میں انسان کو "عالم کبیر" کہتے ہیں اور سارے جہان کو "عالم صغیر" کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے اگرچہ انسان ایک چھوٹی سی چیز ہے اور بقیہ کائنات بہت بڑی ہے مگر غور کیا جائے تو ایک چھوٹی سی مثال سے بات سمجھ میں آسکتی ہے۔

بس کی باڈی کتنی بڑی ہوتی ہے مگر اس کے اندر جو مشینری ہے وہ کتنی چھوٹی سی ہے اگر وہ درست ہے تو ساری گاڑی درست ہے اگر وہ خراب ہے تو ساری گاڑی خراب ہے۔ ڈبے کا نام گاڑی نہیں ہے بلکہ اصل چیز انجن ہے۔ اگر انجن نے ٹکر لگا دی تو ساری گاڑی چکنا چور ہو جائے گی۔ بعینہٖ انسان مثل انجن کے ہے اور باقی ساری کائنات مثل ڈبے کے ہے اگر انسان درست رہا تو ساری کائنات درست رہے گی اور اگر یہی خراب ہو گیا تو پھر کائنات خراب ہو جائے گی۔

معلمِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا وہ انسان جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے گا۔ اللہ کے فرشتے، کائنات کی ہر مخلوق حتیٰ کہ دریاؤں کی مچھلیاں، فضاؤں کے پرندے، اور بلوں کی چیونٹیاں اس کے لئے دعا کرتی ہیں۔ اگر یہی انسان بگڑ جائے تو پھر یہ ایٹم بم بنانے لگ جائے گا۔ ہیروشیما پر بم پھینکے گا اور پانی کی مچھلیاں برباد ہو جائیں گی اور اگر یہ "خلیفہ صاحب" درست ہو گئے تو امن کے پیامی بن جائیں گے۔ امن کا تاج پہنانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو نظام بھیجے ہیں۔ ایک کا تعلق انسان کے جسم کے ساتھ ہے اور دوسرے کا روح کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو انسانیت کے تمام کمالات سے نوازا۔ نورِ وحی کے بغیر انسان کو کبھی نہیں چھوڑا۔ خاتم النبیین سب سے آخری نبی ہیں۔ حضور کی نبوت قیامت تک جاری و ساری ہے۔ اگر حضور کی ختم المرسلینی کو نہ مانا جائے تو پھر نئی ہدایت کی ضرورت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ تحقیق ہم ہی نے نظام یعنی قرآن مجید نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

تو دونوں کے نظام آئے (۱) روح کی تربیت کا نظام (۲) بدن کی تربیت کا نظام۔ ملوں۔ کارخانوں۔ آبپاشی زراعت۔ تجارت ان سب کی غرض و غایت بدن کی تربیت ہے۔ انسان کے دل اور دماغ کی تربیت کیلئے روح کو قابو رکھنے کے لئے، اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا اور انسانیت کو صحیح راہ پر چلانے کے صحیح راستہ بھی دکھایا۔

آج آپ دیکھ لیں جگہ جگہ سکول، کالج، یونیورسٹیاں ہیں بلکہ اب تو ٹیلی ویژن بھی آگیا ہے۔ یہ لوگوں کی بدنی تربیت کے لئے ہیں۔ جب جرائم بڑھتے ہیں تو گناہ بھی بڑھتے ہیں۔ علم ہے، دانش بھی ہے۔ نظم و نسق بھی ہے مگر پھر بھی امن کیوں نہیں ہے؟ اس کی وجہ معلوم کر لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ وجہ صرف یہی ہے کہ انسان نے باڈی پر تو محنت کرنی شروع کر دی یعنی بدنی تربیت کی اور روحانی تربیت کو چھوڑ دیا۔

ایک شخص اگر اس بس کی باڈی پر محنت کرتا ہے سارا دن اس پر رنگ روغن کرتا رہتا ہے۔ اس کو خوب چمکاتا ہے لیکن اس کے اندر جو انجن ہے اگر وہ ہی خراب ہے تو پھر گاڑی نہیں چلے گی۔ وہ خوش ہے۔ بدن کی پالش کر دی مگر دل کی پالش کو بھول ہی گیا۔ یاد رکھیئے دل کی پالش کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور دل کی پالش ہوتی ہے نورِ نبوت سے۔ تعلیم قرآن سے۔ علمِ حدیث سے، اہل اللہ کی عقیدت ادب اور اطاعت سے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک کے لئے ہے۔ حضور امن کے پیام بر تھے۔ آپ نے جتنی جنگیں لڑیں ان میں مسلمان اور غیر مسلم جو کام آئے ان کی کل تعداد ۱۰۱۸ ہے۔ آج آپ لوگ دیکھ لیں ویت نام کی جنگ میں کس قدر انسان تباہ ہو رہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ چھوڑنا پڑا۔ آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ جب آپ دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو حضور دس لاکھ مربع میل کے مالک تھے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا پرچم لہرا رہا تھا۔ یہ ساری کامیابی اسی وجہ سے تھی کہ دونوں تقاضے پورے کئے جاتے تھے۔ بدن اور روح دونوں کی تربیت ہوتی تھی۔

ہمارے لئے بھی راہ ہدایت اور صحیح طریقہ یہی ہے ہم بھی دونوں کے تقاضوں کو پورا کریں۔ اگر ہم بدن کو تو خوب جلاء دیں، پالش کریں اور روحانیت کی جلاء کے لئے نہ مدرسے بنائیں نہ خانقاہیں بنائیں نہ اہل اللہ کے دامن سے وابستہ ہوں تو پھر ہم اگر یہ خیال کریں کہ شاہراہِ ترقی پر گامزن ہیں تو یہ محض خام خیالی ہوگی۔

ایک آدمی کی دو ٹانگیں ہیں۔ اس کو اپنی صحت برقرار رکھنے کے لئے دونوں کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ اور اگر وہ ایک میں تو خوب ٹیکے لگوائے اور طاقت ور دوائیوں کے استعمال سے اس کو خوب موٹا کرے۔ اور دوسری ٹانگ کو شل کر دے تو وہ کیا چلنے کے قابل رہے گا؟ ہرگز نہیں۔ اگر دوسری ٹانگ کمزور رہی تو دونوں ہی ختم ہو جائیں گی۔

دین اور دنیا انسانی زندگی کی گاڑی کے دو پہیئے ہیں اگر دنیاوی جاہ و جلال کے ساتھ دین کی سربلندی کی بھی کوشش کی جائے تو پھر نورٌ علیٰ نور ہے۔ شہنشاہِ عالمگیر۔ اورنگ زیبؒ ہندوستان جیسی مملکت کے مالک ہوئے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری ان کا زندہ جاوید کارنامہ ہے۔ دین ساتھ ہو تو دنیا بھی رحمت ہے اور دین ہی نہ ہو، صرف دنیا ہی دنیا ہو تو وہ سراسر ہلاکت ہے۔

دینِ قیّم کے ساتھ استہزاء اور تمسخر سارے سلف نے برداشت نہیں کیا۔ سلطان تیمور کے حالات میں ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ ان کے دربار میں ایک بھانڈ تھا۔ آج کل تو خدا محفوظ رکھے ہر جگہ بھانڈ ہیں۔ اماں جی اور ابا جی کی چارپائی کے ساتھ بھانڈ بندھا ہوا ہے معاف فرمائیں تو عرض کروں آج کل مولوی صاحب کی چارپائی کے ساتھ بھی گدھا بندھا ہوا ہے اور پیر صاحب کی چارپائی کے ساتھ بھی گدھا بندھا ہوا ہے۔ میری مراد "ریڈیو شریف" سے ہے اندر ٹیلیویژن لگی ہوئی ہے تو دنیا سمجھتی ہے ہم نے ترقی کر لی ہے۔ ہائے افسوس پردہ کی بھی اب تو ضرورت نہیں رہ گئی۔

ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم۔

رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ شروع شروع میں "تکدر" ہوتا ہی ہے اس بھانڈ نے تیمور سے کہا کہ "میں نے آج ایک عجیب تماشہ دیکھا ہے" (وہ اصل میں بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے کہہ رہا تھا۔) تیمور نے پوچھا "کیسا تماشہ؟" "ایک آدمی کو لوگ پکڑ کر لے جا رہے تھے کہ اس نے روزہ کھا لیا ہے۔ میں نے سوچا کوئی ایسا آدمی پیدا ہو جائے جو نماز کو بھی کھا جائے۔ تاکہ ہم اس مصیبت سے چھوٹ جائیں"۔ (اس کا خیال تھا کہ تیمور سنے گا اور مجھے انعام دے گا) سلطان تیمور نے کہا "ذرا بیٹھ جاؤ"۔ (اس بھانڈ نے سوچا کہ دو تین مربعے زمین تو سلطان دے ہی دے گا) تیمور نے حکم دیا کہ قاضی القضاۃ کو بلاؤ۔ بھانڈ نے سوچا شاید مجھے سونے میں تولا جائے گا اس لئے قاضی القضاۃ کو بلایا جا رہا ہے) ——— پہلے زمانوں میں عالم فتویٰ دیتا تھا اور حاکم وقت اس کو نافذ کیا کرتا تھا۔ آج بھی بعض علاقوں میں خوانین ایسے موجود ہیں جو علماء کی تعظیم کرتے ہیں ویسے اکثریت ایسوں کی ہے جو علماء کو ملا اور خدا معلوم کیا کیا کہتے ہیں۔

(باقی ص ۱۷ پر)



۴ر شوال المکرم ۱۳۸۷ھ بمطابق ۵ر جنوری ۱۹۶۸ء

ذکر و شکر کا چولی دامن کا ساتھ ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہم العالیہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ: امابعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:—
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:—

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝

ترجمہ: سو تم مجھے یاد کرتے رہو، میں بھی تمہیں یاد کرتا رہوں گا۔ اور میری شکرگذاری کرتے رہو اور میری ناشکری نہ کرو۔

محترم حضرات! طاعت و عبادت کے ذریعہ سے بندہ کا اپنے مالک کو یاد کرنا یہ ہے کہ وہ نہایت محبت و شوق اور خلوص و ہمت سے اُس کی بتائی ہوئی راہ پر چلتا رہے اور یہ یادِ الٰہی کسی خاص وقت یا جگہ کے ساتھ مخصوص و مقیّد یا محدود نہیں بلکہ ہر حال میں اور ہر آن رضاءِ الٰہی کا مقدم رکھنا اور اس کی تابعداری میں لگے رہنا ہی بندہ کی طرف سے یادِ الٰہی ہے۔ زبان و قلب سے ذکراللہ کرنا، تمام اعضاء کو احکامِ الٰہی کی فرمانبرداری میں لگائے رکھنا، آیاتِ الٰہی اور ان کی عظمت و قدرت کا تفکّر یہ سب ذکر اور یادِ الٰہی کی مختلف صورتیں ہیں — دوسری طرف حق تعالےٰ سبحانہٗ کا اپنے بندوں کو یاد کرنا یہ ہے کہ ان پر دنیا و آخرت دونوں میں اپنے خصوصی فضل و کرم کی بارش برساتا رہے اُن کو اپنے خاص انعامات و اکرام سے نوازے اور اطمینانِ قلب کی دولت نصیب فرمائے —

شکرگذاری یا ناسپاسی

شکرگذاری یہ ہے کہ بندہ توحید اور ایمان و اسلام کے حقوق پوری طرح ادا کرتا رہے اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اللہ ہی کے کاموں میں لگائے رکھے۔ اس کے برعکس کفر و شرک، الحاد و ارتیاب اور فسق و بدعت میں لگے رہنا اور اللہ کے دئے ہوئے قویٰ کو اللہ کی نافرمانی میں صرف کرنا اللہ کی ناسپاسی و ناشکری اور اس کی نعمتوں کا کفران ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ انسان کو ہر گھڑی اور ہر حال میں ذکر اور یادِ الٰہی میں شاغل رہنا چاہیئے اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اُسی کے کام میں لگائے رکھنا چاہیئے تاکہ حق تعالےٰ سبحانہٗ اُسے یاد کرے اور اپنے فضل و کرم اور انعاماتِ خصوصی سے نوازے اور انسان کی اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ خود خدائے لایزال اور مالک الملک اپنے حقیر بندے کو یاد کرے۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں جانتا ہوں جس وقت مجھے میرا رب یاد کرتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ حضرت! آپ کس طرح معلوم کر لیتے ہیں کہ رب آپ کو یاد کر رہا ہے؟ آپ نے فرمایا جس وقت میں اس کا ذکر کرتا ہوں اُسی وقت وہ میرا ذکر کرتا ہے۔

امام الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس وقت بندہ اپنے جی میں خدا کو یاد کرتا ہے، خدا تعالیٰ بھی اس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہے اور جس وقت بندہ اپنے رب کو مجلس میں یاد کرتا ہے تو حق تعالےٰ سبحانہٗ بھی اپنے بندہ کو مجلس میں یاد کرتا ہے اور اس مجلس میں یاد کرتا ہے جو بندہ کی مجلس سے بہتر مجلس ہوتی ہے یعنی فرشتوں کی مجلس — نیز حق تعالےٰ سبحانہٗ فرماتے ہیں کہ اگر بندہ میری طرف ایک بالشت آتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ آتا ہوں۔ اگر وہ ایک ہاتھ میری طرف آتا ہے تو میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ جتنا اُس کی طرف آتا ہوں اور اگر وہ چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر آتا ہوں۔

اللہ تعالےٰ کی معیّت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:—

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عزّ و جل یقول انا مع عبدی اذا ھو ذکرنی و تحرکت بی شفتاہ (ابن ماجہ)

یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے لب ہلتے ہیں تو اس وقت میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

ذاکر کا مرتبہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ میں نے معراج کی رات میں ایک شخص کو دیکھا کہ عرش کے نور سے ڈھانپا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کیا کوئی فرشتہ ہے؟ کہا گیا کہ نہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ کوئی نبی ہے؟ جواب دیا گیا کہ نہیں بلکہ یہ آپ کا امتی ایک مومن ہے جس کی زبان دنیا میں اللہ کے ذکر سے تر رہتی تھی اور اس کا دل مسجدوں میں اٹکا

رہتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کا ارشادِ گرامی ہے ذِکْرُ اللّٰہِ اَنِیْسِیْ۔ اللہ کا ذکر میرا انیس ہے۔ اور اس کی شہادت حبیبۂ حبیبِ خدام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان الفاظ میں دیتی ہیں کہ:۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یذکر اللہ علیٰ کل احیانہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ذکر ہی اہلِ ایمان کا زادِ راہ ہے جسے لے کر وہ سفر کیا کرتے ہیں۔ ذکر ہی وہ دستور (پاسپورٹ) ہے جسے دکھا کر وہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ ذکر ہی دلوں کی زندگی ہے جس کے بغیر اجساد بمنزلہ گور رہ جاتے ہیں۔ ذکر ہی وہ ہتھیار ہے جس سے رہزنوں اور دشمنوں کو ہٹایا جاتا ہے ذکر ہی وہ پانی ہے جس سے دل کی آگ بجھائی جاتی ہے اور ذکر ہی وہ دوا ہے جس سے باطن کا روگ دُور کیا جاتا ہے ؎

اِذَا مَرِضْنَا تَدَاوِیْنَا بِذِکْرِکُمْ
فَنَتْرُکُ الذِّکْرَ اَحْیَانًا فَنَنْتَکِسُ

جب ہم بیمار ہو جاتے ہیں تو تمہارے ذکر کو اپنی دوا بناتے ہیں۔ کبھی کبھی ذکر چھوٹ جاتا ہے تو ہم منہ کے بل گر پڑتے ہیں۔ (رحمۃ للعالمین جلد دوم)

شکر

ذکر اور شکر کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اس لئے ذکر کی ترغیب و تحریص کے بعد شکر کا مطالبہ کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے:۔

وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ۔ میرا شکر کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ شکر نصف ایمان ہے۔

شکر گذار کا درجہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص کھانا کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کہے۔ محض اتنی سی بات پر اس کا درجہ روزہ دار اور صابر کے برابر ہے۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس کے کہ جنت کے سردار ہیں، خدا کی ساری مخلوق میں کوئی دوسرا آپؐ کا ثانی نہیں اور سب سے پہلے آپؐ ہی کے لئے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا پھر بھی رات بھر روتے اور اتنی عبادت کرتے کہ پاؤں ورم کر جاتے۔ امّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! جب آپ بخشی بخشائی مخلوق ہیں اور جنت کے سردار ہیں تو پھر آپ روتے کس لئے ہیں اور اتنی زیادہ تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں؟ اس پر رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افلا اکون عبداً شکوراً کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟

حاصل یہ نکلا کہ شکر گذاری اتنی بڑی نعمت و سعادت ہے جس کو اپنانے پر اللہ کے رسولؐ اور ساری کائنات کے ہادی و سردار بھی فخر فرماتے ہیں۔

محترم حضرات! ذکر و شکر کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اور پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ کے دئے ہوئے قویٰ کو اللہ کی فرمانبرداری میں لگانا اور زبان و قلب کو یادِ الٰہی میں شاغل رکھنا ذکر ہے۔ ظاہر ہے زبان و قلب سے ذکر الٰہی کرنا تمام اعضاء و جوارح کو حق تعالیٰ سبحانہٗ کی تابعداری میں لگائے رکھنا اور آیاتِ الٰہی اور ان کی عظمت و قدرت کا تفکّر ان سب کی توفیق اللہ تعالیٰ جلشانہٗ کی طرف سے ہی ہوتی ہے۔ اگر وہ توفیق عطا نہ فرمائے تو یہ نعمتیں نصیب ہی نہیں ہو سکتیں۔ پس جب یہ انعام و اکرام صرف اسی کی توفیق سے ہوتا ہے تو اس ذاتِ باری عزاسمہٗ کا شکر کرنا بھی لازم ٹھہرا اور شکر کا ادا نہ کرنا کفرانِ نعمت ہُوا۔ اس لئے ذکر کے بعد شکر کا مطالبہ کیا گیا۔ اور شکر کو بندگی کا خاصہ ٹھہرایا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ذکر و شکر کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

اعلان

جانشین شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۶۸ء بروز جمعہ پونے چھ بجے شام ریڈیو پاکستان لاہور "جمہور دی آواز" میں "ہدایت دی راہ" پر تقریر فرمائیں گے۔ (حاجی بشیر احمد)

نعتِ شریف

عبد الرحمٰن خالد، جلّہ جیم

تقدس کی جا ہیں مدینے کی گلیاں　　حدیثِ وفا ہیں مدینے کی گلیاں
معطّر معطّر، مصفّٰے مصفّٰے　　ارم سے سوا ہیں مدینے کی گلیاں
مرے شوق کی انتہا ہے مدینہ　　مرا مدّعا ہے مدینے کی گلیاں
خدایا وہ درِ مقدّس عطا کر　　کہ جس کی دوا ہیں مدینے کی گلیاں

فقط ایک وجہ عقیدت ہے خالد
حبیب آشنا ہیں مدینے کی گلیاں

★

اسلام میں صنعت و حرفت

یہ مضمون شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے ۱۹ سال پہلے ۴ر دسمبر ۱۹۴۸ء کو کسی محفل میں پڑھنے کے لئے تحریر فرمایا تھا۔ اس کا قلمی مسودہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم کے پاس محفوظ تھا اسے ادارہ "البلاغ" نے اس امید پر شائع کیا کہ یہ مضمون اپنی ذاتی افادیت کے علاوہ اُن حلقوں کے لئے بھی سرمۂ بصیرت ہوگا جو علماء پر سائنس اور ٹکنالوجی کی مخالفت کا بے بنیاد الزام عائد کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے چنانچہ اسے افادہ عام کیلئے ماہنامہ "البلاغ" کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

آج کل پاکستان میں صنعت و حرفت کو فروغ دینے کی غرض سے کراچی کے مختلف حصوں میں جلسے منعقد کئے جا رہے ہیں۔ اس لئے اس موضوع کے متعلق مختصراً کچھ عرض کرنا مناسب معلوم ہوا۔

کسی اچھی صنعت کی فضیلت و فخر کے لئے یہ ہی بات کافی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس وصف کو اپنی اور اپنے بعض پیغمبروں کی طرف منسوب کیا۔ چنانچہ قرآن میں ارشاد ہوا۔ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ۔ اسی وجہ سے اللہ سبحانہٗ و تعالےٰ کو صانع کہا جاتا ہے۔ گو اللہ کی کسی صنعت میں کوئی دوسرا حقیقتاً شریک نہیں ہو سکتا تاہم محض اسمی اشتراک بھی اگر خدا نے اسے جائز رکھا ہو بندے کے اکرام اور عزت افزائی کے لئے کفایت کرتا ہے ؎

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا
بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

سیرت حلبیہ میں ہے کہ محشر میں شفاعت کے لئے ایک مرتبہ صدا لگائی جائے گی "یا محمد"۔ اس پر جس جس مسلمان کا نام "محمد" ہوگا، حالانکہ مقصود بالنداء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ پھر بھی اسمی مشارکت کو یہ شرف حاصل ہوگا کہ "محمد" نام والوں کو بھی (ایک حد تک) شفاعت کی اجازت دے دی جائے گی۔

بہرحال محض نام کی شرکت بھی کام آ سکتی ہے۔ تو ہمارے اچھے صناعوں اور دستکاروں کے لئے یہ شرف کیا کم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں اپنے نام "الصانع" میں سے ایک طرح کا حصہ دیا ہے۔ اور آگے چلئے تو معلوم ہوگا کہ بعض اہم چیزوں کی صنعت کا انتساب حق تعالےٰ نے اپنے بعض جلیل القدر پیغمبروں کی طرف فرمایا ہے جس سے اُن صنعتوں کی تشریف اور ان کی طرف تشویق و ترغیب کا اظہار ہوتا ہے۔ دیکھئے! دنیا میں جہاز سازی کی صنعت کا افتتاح حضرت نوح علیہ السلام کے دستِ مبارک سے کرایا گیا جو اولوالعزم پیغمبروں میں سب سے پہلے رسول ہیں۔ قرآن میں ہے۔ فَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا۔

اور جنگی دفاع کے لئے بہترین فولادی زرہوں کی (جو اس زمانے کے سامانِ حرب میں بے حد اہمیت رکھتی تھیں)، صنعتی تعلیم حضرت داؤد علیہ السلام کو دی گئی جو اس زمانے کے نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔ وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ

حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد اُن کے صاحبزادے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے عظیم الشان قلعے اور بڑے بڑے سامان تیار کرنے کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کے بجائے جن مسخر کر دئے جو معمولی مزدوروں اور قلیوں کی طرح اُن کے حکم سے وہ کام کرتے تھے جو اس زمانے کی انسانی طاقت سے باہر تھے۔

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کسی اسٹیٹ کو دوسری صنعتوں سے زیادہ حفاظتی اور دفاعی سامان بنانے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ کیونکہ دوسرے تمام اسباب زندگی اور صنعتی سامانوں سے کوئی قوم اسی وقت منتفع ہو سکتی ہے جب اس کی ہستی محفوظ ہو۔ اگر اپنے نفس و وجود کی حفاظت بھی ہم نہ کر سکیں تو دوسرے سامان ہمارے کیا کام آئیں گے۔

آپ چھوٹی موٹی دوسری صنعتیں بھی ضرور جاری کیجئے مگر خوب سمجھ لیجئے کہ ہم پاکستانیوں کے لئے سب سے اہم و اقدم سوال فولادی صنعت کو ترقی اور فروغ دینے کا ہے۔ اس کے بدون ہم اپنی ہستی اور اپنے دین کی کافی حفاظت نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم میں ایک سورت ہے جس کا نام ہے "الحدید" یعنی فولاد۔ اس میں حق تعالےٰ نے ہم کو متنبہ فرمایا ہے کہ جس طرح ہم نے انسانوں کی ہدایت کے لئے کتابیں اتاری ہیں اسی کے ساتھ لوہا بھی اتارا ہے۔ جس سے جنگی سامان اور قسم قسم کے صنعتی آلات تیار ہوتے ہیں اور ان کے ذریعہ اللہ تعالےٰ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون شخص بن دیکھے اس کی اور اس کے رسولؐ کی مدد کرتا ہے۔

یہ سب انتباہات خداوند قدوس کی طرف سے اسی لئے تھے کہ لوگ نیکی اور بہتری کے اکتساب و ترویج میں ان تمام وسائل سے فائدہ اٹھائیں جو اس نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے اپنی کائنات میں ودیعت کئے ہیں، اور جن پر بطور نیابتِ الٰہی صرف صالح انسانوں ہی کو جائز حق حاصل ہے۔

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ۔

اب اگر ہم نے اللہ کی ان نعمتوں کی حفاظت میں غفلت یا کمزوری دکھائی اور اپنے ملک کی حفاظت کا فرض ادا نہ کیا تو یقیناً ستم پیشہ لوگ مسلمانوں کے حق پر غاصبانہ قبضہ جما لیں گے۔ اور مذکورہ بالا تمام ذرائع و وسائل کو یہ لوگ درندگی، ظلم اور انسانیت کی تباہی و بربادی کے راستوں میں اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق خوب دل کھول کر استعمال کریں گے جیسا کہ آج کل آپ خود مشاہدہ کر رہے ہیں۔ کیا اس میں کچھ شبہ ہے کہ یورپ اور امریکہ نے سائنس کی قوتوں سے کام لینے میں بہت مدہش اور محیر العقول مادی ترقیات کا مظاہرہ کیا ہے۔ لیکن آپ اسے انسانوں کی ترقی کہنا چاہیں تو کہہ لیجئے لیکن انسانیت کی ترقی ہرگز نہیں کہہ

سکتے، ان کے ارتقائی کارناموں کی صحیح تعبیر یہی ہو سکتی ہے کہ انسان نے حقیقی شرفِ انسانیت کو کھو کر اور مفہومِ انسانیت کو مسخ کر کے بہیمیت اور ابلیسیت کو معراجِ کمال تک پہنچا دیا۔ اور انسانیت کے اصلی پاسبان اپنی بےعملی اور فرض ناشناسی کی بدولت چوروں اور ڈاکوؤں کا منہ تکتے رہ گئے۔

آخر نتیجہ یہ نکلا کہ صداقت اور طاقت جن دونوں کو ایک جگہ جمع رہنا چاہیئے تھا وہ الگ الگ ہاتھوں میں چلی گئیں اور دنیا کا بہترین عادلانہ نظام کسی اول درجے کی طاقت ور حکومت کی پشت پناہی سے محروم ہو کر ایک خشک فلسفہ بن کر رہ گیا — یہی سبب ہے کہ امیر شکیب ارسلان جب لینن سے ماسکو میں ملے، اور اسلام کے اقتصادی نظام پر گفتگو چھڑی تو لینن نے لاجواب ہو کر کہا۔ بلاشبہ اسلام کا اقتصادی نظام دنیا کے تمام نظاموں پر فائق ہے، اور کمیونزم سے اس کے اصول و قوانین کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ تو بتایئے کہ اسلامی نظام کا تجربہ آج کس ملک میں ہو رہا ہے؟ اور کون سی طاقت اس نظام کو عملی شکل دے رہی ہے؟ کمیونزم جیسا بھی کچھ ہے ایک طاقت کے ساتھ زندہ ہے اور روس میں اس کا تجربہ ہو رہا ہے۔ مگر اسلام کا نظام فائق ہونے کے باوجود صرف کتابی ہے۔ ہم کتاب کو لے کر جائیں یا عمل کی طاقت سے دنیا میں کچھ کر کے دکھائیں۔

میں کہتا ہوں کہ ہماری مملکتِ پاکستان ایک نئی مملکت ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں ایک مرتبہ پھر موقع دیا ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ نوامیسِ فطرت سے کام لینا سیکھیں۔ تسخیرِ کائنات سے اپنا چھنا ہوا حق واپس لیں۔ اور قرآنی ہدایات و انتباہات کی روشنی میں نیکی اور پرہیزگاری کی حکومت قائم کریں۔ اور اپنی گذشتہ کمزوریوں اور غفلتوں کا صحیح جائزہ لے کر دنیا میں پھر ایک دفعہ اس مالک الملک کا پسندیدہ آئین جاری کرنے اور احسن تقویم کے سانچے میں ڈھلی ہوئی انسانیت کی خدمت سرانجام دینے کے لئے عزمِ صمیم اور یقینِ محکم کے ساتھ کھڑے ہو جائیں۔ اس کے بعد دیکھئے خدا کس طرح ہماری مدد کرتا اور فتح و نصرت کے دروازے ہم پر کھولتا ہے۔

مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہماری توجّہ اب تک بھی بڑے بڑے جوہری مسائل کی طرف نہیں۔ ہم اصل متن کو چھوڑ کر حواشی اور زوائد میں لگے ہوئے ہیں، یا لغویات و خرافات میں اپنے اوقات گذارتے ہیں۔ ہم میں کتنے ہیں جو آج پاکستان کی حفاظت کے لئے آزاد کشمیر کے تحفّظ کا صحیح احساس اور سچا درد رکھتے ہوں اور اس اہم ترین مطمحِ نظر کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوں؟ کشمیر میں اس وقت جو صورتِ حال ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ایک منٹ توقف کئے بغیر آزاد کشمیر کی بیش از بیش اعانت پر اپنی تمام تر مساعی اور توجہات مرتکز کر دیں، خواہ سردست اس کے لئے ہم کو اپنی ساری اُمنگیں ملتوی کرنی پڑیں ؎

مصلحت دید من آن ست کہ یارانِ کار
بگذارند و تیر طرّۂ یارے گیرند

سقوطِ حیدر آباد کے بعد سے انڈین یونین کے حوصلے اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ وہاں کے بڑے بڑے لیڈر کہنے لگے کہ جس طرح ہم نے حیدر آباد کا مسئلہ حل کر لیا۔ اسی طرح کشمیر کا مسئلہ بھی حل کر لیں گے۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ کشمیر کی کمان جنرل طارق کے ہاتھ میں ہے۔ غدار عید روس کے قبضہ میں نہیں۔ تاہم ہمیں اپنے کمزور پہلوؤں کو کسی وقت بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ دشمن کی طاقت کو حقیر سمجھنا تدبّر اور دانائی کے خلاف ہے۔ جہاں تک میں اندازہ لگا سکا ہوں۔ آزاد کشمیر کا مستقبل بحمداللہ تاریک نہیں۔ مگر چند دنوں سے دھندلا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ یہی وقت ہے کہ پاکستان مسلمانوں کے بچاؤ کی خاطر پورے عزم و ہمت اور تیز رفتاری کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مؤثر اقدام عمل میں لائے۔ بیشک خداوندِ قادر و توانا کے فضل و رحمت سے مجاہدین اپنے روشن اور شاندار مستقبل کی نسبت مطمئن ہیں۔ اور دریائے جنگ کے جزر و مد سے وہ ذرا بھی ہراساں نہیں ہیں۔ لیکن اگر ہم امکانی جہتِ عمل اور استفراغ وسع کے بدون ہی آخری کامیابی کے خیالی پلاؤ پکاتے رہے یا یو۔ این۔ او اور کشمیر کمیشن اور بین المستعمراتی کانفرنس پر آس لگائے بیٹھے رہے تو یہ پرلے درجے کی حماقت و غرور اور نفس و خود کو فریب دینا ہو گا۔ قرآن کریم صاف صاف اعلان کر چکا ہے:

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيرًا ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۝

یعنی مسلمان ہوں یا کافر محض آرزوؤں اور تمناؤں سے کسی کا کچھ نہیں بن سکتا یہاں تو سارا مدار عمل پر ہے۔ جیسا کچھ اچھا یا بُرا عمل کرو گے اسی کے مطابق نتائج برآمد ہو کر رہیں گے۔ دنیب کا درخت لگا کر یہ انتظار کرنا کہ اس پر نبولیوں کے بجائے انگور لگیں گے محض دیوانہ پن ہے۔ ہم سب کا فرض ہے کہ حقائق سے منہ نہ موڑیں، اور اپنے وطن کی حفاظت اور اس کے دفاع کے لئے ہر طرح مستعد اور تیار ہو جائیں۔ حقائق سے منہ پھیر کر محض امیدوں اور آرزوؤں کی خیالی دنیا میں مگن رہنے سے کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ بلاشبہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے وعدے بالکل سچے اور مضبوط ہیں۔ مگر مضبوط ہونے کے ساتھ مشروط بھی ہیں۔ جب ہم اس کی شرطوں کو پورا کریں گے تو یقیناً اس کے وعدے ہمارے حق میں آخر کار ضرور پورے ہو کر رہیں گے۔

دیکھئے وعدہ "أَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ" کے ساتھ بڑی شرط "إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ" کی لگی ہوئی ہے۔ آگے آپ فقط قرآن اٹھا کر پڑھ لیجئے۔ کہ اس میں مومنین کی کیا علامات و اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ اور آیا وہ اوصاف ہم میں پائے جاتے ہیں یا نہیں؟ لازم ہے کہ ہم آج ہی سے اپنے بیہودہ خیالوں اور غلط کاریوں سے صدقِ دل کے ساتھ توبہ کر کے اللہ اور اس کے رسولؐ سے اپنا تعلق درست اور استوار کر لیں، اس کی خوشنودی کے راستوں پر چلیں، اپنی زندگی کے ہر شعبے کو احکامِ الٰہیہ کے سانچے میں ڈھالیں اور اپنی قدرت کی آخری حد تک مجاہدینِ کشمیر کی زیادہ سے زیادہ عملی امداد کے لئے بلا تاخیر تیار ہو جائیں ؎

کار کن کار، بگذر از گفتار
کاندریں راہ کار باید کار

إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ۔

ارشاداتِ مجالسِ ذکر

از: حضرت شیخ التفسیر سیدنا و مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
مرتبہ: محمد مقبول عالم بی اے لاہور

ع: نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں!

۳ر جنوری ۱۹۵۲ء

صحبتِ اہل اللہ

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّہٗ (الحدیث)

ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے اُسے محبت ہوگی۔

اگر نیک لوگوں کے ساتھ تعلق ہے تو ان کے ساتھ حشر ہوگا۔ اگر بُرے آدمیوں سے یاری ہے تو انہی کے ساتھ حشر ہوگا نیک آدمی جہاں بھی جاتے نیک مجلسوں کی تلاش کرتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے یہاں صبح کی نماز سویرے کس مسجد میں ہوتی ہے۔ قرأت کون اچھی پڑھتا ہے؟ یہاں کوئی درسِ قرآن ہوتا ہے؟ تو وہ ڈھونڈ کر ایسی مجلسوں ایسی جگہوں پر جاتا ہے اور اپنا کام بھی اس کے بعد کرتا ہے لیکن بُرا شخص جب کہیں جاتا ہے تو بُری مجلسیں ہی تلاش کرتا ہے۔ چرس پینے والا چرسی ڈھونڈتا ہے۔ رنڈی باز رنڈیوں کے متعلق دریافت کرتا ہے۔ شراب خور شرابیوں کی مجلس میں جاتا ہے۔ غرض ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

میرا یہ معمول ہے کہ جب کہیں جاتا ہوں اگر وہاں کوئی اللہ کا مقبول بندہ نہ ملے تو تقریر سے فارغ ہونے کے بعد کسی بزرگ کے مزار پر چلا جاتا ہوں۔ اُن کے گنبد میں بیٹھنے سے اللہ کی رحمت سے حصہ ملتا ہے جو اُن پر نازل ہو رہی ہوتی ہے۔ ان غافل زندوں کی صحبت میں بیٹھنے کے بجائے ان وفات یافتہ اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ ان کے پاس بیٹھیں گے تو وہ دنیا کی باتیں ہی کریں گے۔ دکاندار چیزوں کے بھاؤ بیان کرے گا۔ زمیندار اجناس کی باتیں کرے گا۔ ملازمت پیشہ افسروں کی باتیں اور ترقی و تنزل کی باتیں کرے گا۔

جب دنیا کے کاموں سے فارغ ہوں تو پھر نیک مجلس میں آنا چاہئے۔ وہ کشش اضطراری ہے کہ کام کاج کے لئے دکان یا دفتر یا کارخانے میں جاتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد کشش اختیاری ہے کہ اپنے اختیار سے آدمی اچھی یا بُری جگہوں پر جاتا ہے۔ اگر دن کو دفتر اور رات کو سینما چلے گئے تو ایسا شخص اللہ سے دُور ہو جاتا ہے۔ دیکھا کیجئے کہ طبیعت کا میلان کدھر ہے۔ اللہ کے دروازے پر آیئے اور اللہ اللہ کرنے والی جماعت میں بیٹھا کیجئے۔ حکم بھی ہے کہ اپنے آپ کو اُن لوگوں کی صحبت میں بند رکھو جو صبح و شام اللہ کی یاد کرتے ہیں۔

۱۰ر جنوری ۱۹۵۲ء

فرشتوں کی دوستی

یہ دعائیں جو میں نے مانگی ہیں، ان میں سے جو پہلی دعا ہے اس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ، وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہمارا رب فقط اللہ ہی ہے، ثُمَّ اسْتَقَامُوْا، پھر اس پر ڈٹ جاتے ہیں۔ تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ، تو ان پر مرنے کے وقت فرشتے نازل ہوتے ہیں، جو انہیں کہتے ہیں اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا، اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونے کا کوئی خوف نہ کرو اور نہ اپنے اعمال پر غم کھاؤ، وہ سب قبول ہو گئے۔ اور پھر انہیں بہشت کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم تمہارے دنیا میں بھی اولیاء — دوست — تھے اور آخرت میں بھی تمہارے دوست رہیں گے — (۴۱: ۳۰-۳۱) یہ خاص چیز ہے جس کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالے توفیق دے کہ فرشتوں کی دوستی حاصل ہو جائے۔ فرشتوں کی دوستی کی ایک تدبیر تو یہی ذکر الٰہی ہے۔ جہاں ذکر ہوتا ہے وہاں فرشتے جمع ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو بلاتے ہیں اور فرشتے عرش تک جا پہنچتے ہیں اور پھر اللہ ان سے اپنے بندوں کے متعلق پوچھتا ہے۔ اور بالآخر کہتا ہے کہ میں نے سب کو بخش دیا۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ دوسری تدبیر یہ ہے کہ جو شخص نماز سے پہلے مسجد میں آ کر بیٹھ جائے یا بعد میں بیٹھ جائے تو فرشتے اس کے لئے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ کہ اے اللہ! اسے بخش دے۔ اے اللہ! اس پر رحم کر دے۔ یہ انتظار الصلوٰۃ کا فائدہ ہے۔ تو اس طرح فرشتوں کی دوستی حاصل ہوگی۔ فرشتے ایسے ہی لوگوں کو پسند کرتے ہیں۔ لیکن جو دن کو دفتر اور رات کو سینما میں جاتے ہیں فرشتے ان کے دوست نہیں بنتے، ان کے دوست تو شیطان ہوتے ہیں۔

اللہ والوں کے سامنے بیٹھنا بڑا مشکل ہے۔ پہلی چیز یہ ہے کہ آدمی دو زانو ہو کر بیٹھے اور حس و حرکت نہ کرے۔ جیسے شکنجے میں کسا ہوا ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ خاموش بیٹھے۔ جو وہ ارشاد فرمائیں۔ وہ سُنے۔ اور تیسرے یہ کہ لطیفہ قلبی میں شاغل رہے۔ اللہ والے معلوم کر لیتے ہیں کہ کوئی شخص ذکر کر رہا ہے یا نہیں۔ جیسے بجلی کے کارخانے میں وہ بلب بجھ جاتا ہے جس کی لائن کٹ جاتی ہے اسی طرح اللہ والوں کے دل میں ہر دل کی تار ہوتی ہے۔ وہ محسوس کر لیتے ہیں کہ کون غافل ہو گیا۔ مولانا اصغر حسین صاحب دیوبندیؒ کا واقعہ ہے، مجھے باصرار مہمان رکھا اور فرمایا کہ آپ جیسے مہمانوں کے آنے سے دل خوش ہوتا ہے۔ یہ سرٹیفکیٹ دیا۔ میں ان کے حضور میں ادب سے بیٹھتا تھا اگرچہ وہ میرے شیخ نہیں تھے۔

★

جو آگ کی خاصیت وہ عشق کی خاصیت
اک خانہ بخانہ ہے اک سینہ بہ سینہ ہے

قرآن مجید کی معجزانہ حفاظت

پروفیسر سید سعید اللہ صاحب ایم۔اے، شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی

اللہ تعالےٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرماتے تاکہ شرعی احکام ان تک پہنچاتے اور نبی اُن کے لئے اُن احکام کی تعمیل میں نمونہ بنے۔ یہ انبیاء علیہم السلام مخصوص علاقوں اور مخصوص زمانوں میں آتے رہے اور لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی راہِ ہدایت کے لئے بلاتے رہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی حجت لوگوں پر پوری ہوتی رہے جیساکہ فرمایا:—

۱۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝

ترجمہ: اور ہم عذاب دینے والے نہیں جب تک کہ ہم رسول نہ بھیجیں۔

۲۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝

ترجمہ: اور کوئی ایسی بستی نہیں جس میں ڈرانے والا نہ گذرا ہو۔

مگر یہ سلسلہ ارسالِ رسل علیہم السلام سب سے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ ارشاد فرمایا:

۳۔ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ۔ (النساء۔ ع ۲۳)

ترجمہ: ہم نے پیغمبر بھیجے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تاکہ لوگوں کا اللہ پر پیغمبروں کے بعد الزام نہ رہے۔

۴۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا (القصص)

ترجمہ: اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک کہ ان کے بڑے شہر میں پیغمبر نہ بھیج لے جو انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے۔

سب سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن پر آخری کتاب قرآن مجید نازل کی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے آخری نبی اور قرآن مجید آخری کتاب ہے۔ اس لئے قرآن مجید جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اُسی طرح قیامت تک محفوظ رہے گا۔ چنانچہ قرآن مجید کے محفوظ رہنے کے متعلق اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝

ترجمہ: اور بتحقیق وہ البتہ عزت والی کتاب ہے جس میں نہ آگے اور نہ پیچھے سے غلطی کا دخل ہے۔ حکمت والے تعریف کئے ہوئے کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔

کتاب کا عزیز ہونا یہی ہے کہ لوگ نہ اس کو دنیا سے ناپید کر سکے اور نہ کوئی شخص اس کی حقانیت کو توڑ کر اس میں تحریف یا تبدیلی کر سکے۔

اللہ تعالےٰ نے جس طرح اپنی صفت عزیز (غالب) بتلائی ہے۔ اسی طرح اپنے کلام قرآن مجید کو بھی عزیز کی صفت سے متصف فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص اس میں تحریف کرنا چاہے گا تو یہ کتاب غالب ہے۔ وہ اپنے اس ارادے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل آیات میں تصریح ہے:

۱۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (الانعام۔ ع ۱۴)

ترجمہ: اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور عدل کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں، اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

۲۔ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ڟ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ الکھف

ترجمہ: اور اپنے رب کی کتاب سے جو تیری طرف وحی کی گئی ہے پڑھا کرو، اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ اور تو اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ نہیں پائے گا۔

تحریف سے قرآن کے محفوظ رہنے کی خبر کو مؤکد کرنے کے لئے اس کی حفاظت کا وعدہ مندرجہ آیات میں فرمایا:—

۱۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر)

ترجمہ: ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے اور بے شک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

بلکہ اس کے جمع کرنے، اس کی حرکات و سکنات، حروف تک کی حفاظت کا اللہ تعالےٰ نے خود ذمہ لیتے ہوئے فرمایا:—

۲۔ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝

ترجمہ: آپ وحی کے ختم ہونے سے پہلے قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے تاکہ آپ اسے جلدی جلدی لیں۔ بے شک اس کا جمع کرنا اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ پھر جب ہم اس کی قرأت کر چکیں تو اس کی تلاوت کا اتباع کیجئے۔ پھر بیشک اس کا کھول کر بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے۔

فائدہ: جَمْعَهٗ کا کلمہ (۱) قرآن کا صحف میں جمع کرنا" جو عہد نبوی اور عہد صدیقی میں ہوا" (۲) مصاحف میں جمع کرنا" جو عہد عثمان میں ہوا (۳) اور سینوں میں محفوظ رکھنے کو شامل ہے۔

۳۔ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى۔

ترجمہ: البتہ ہم آپ کو پڑھائیں گے۔ پھر آپ نہ بھولیں گے۔

۴۔ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ۔

ترجمہ: اور تو قرآن کے لینے میں جلدی نہ کر جب تک کہ اس کا اُترنا پورا نہ ہو جائے۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک میں قرآن کے جمع کرنے اور پھر تا حیات اُس کی صحیح قرأت کی ذمہ داری لے لی۔ اس لئے قرآن کی ان شہادتوں کی بناء پر اس کے محفوظ ہونے میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔ چنانچہ ارشاداتِ بالا کی روشنی میں اُمت کے ذمے یہ فریضہ

عائد ہوتا ہے کہ وہ حفاظتِ قرآن مجید کے لئے مندرجہ تین ذرائع اختیار کریں :۔

۱۔ قرآن اسی قرأت سے پڑھا جائے جس قرأت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے پڑھایا گیا۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح کاتب سے لکھوایا اسی طرح ہر زمانہ میں لکھا ہوا موجود ہو۔

۳۔ اس کا عملی نمونہ لوگوں کے سامنے موجود رہے خواہ وہ اعمال عبادات اور اخلاق سے متعلق ہوں یا معاملات سے۔ یہ تیسری صورت حدیث اور سیرت سے تعلق رکھتی ہے۔

حفظ کے ذریعے قرآن کی حفاظت کے لئے مندرجہ ذرائع اختیار کئے گئے :۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک میں قرآن مجید محفوظ رکھا گیا۔ جیسا کہ فرمایا۔ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَ قُرْاٰنَہٗ اور سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰی۔

۲۔ تلاوتِ آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرضِ منصبی ٹھہرایا گیا۔

ا۔ وَ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا۔ ان پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے

ب۔ اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ۔ جو کتاب تیری طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھا کرو اور نماز کے پابند رہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرضِ منصبی تلاوتِ آیات کو اس لئے ٹھہرایا گیا کہ آپؐ صحابہؓ کو قرآن اس قرأت سے پہنچائیں جس قرأت سے اللہ تعالےٰ کو قرآن کی حفاظت منظور ہے۔

۳۔ امّت کو حکم ہوا کہ جب قرآن کی تلاوت ہوتی رہے تو خاموش ہو کر پوری توجہ کے ساتھ سُنے تاکہ سننے والا بغیر کسی رکاوٹ کے سن کر یاد کر سکے۔ فرمایا :۔

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور چپ رہو۔

۴۔ حفظِ قرآن مجید کی آسانی کے لئے قرآن دفعۃً نازل نہیں کیا گیا۔ بلکہ تھوڑا تھوڑا نازل فرمایا۔

وَ قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۝ (النحل)

ترجمہ : اور ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا۔ تاکہ تو مہلت کے ساتھ اُسے لوگوں کو پڑھ کر سنائے۔ اور ہم نے آہستہ آہستہ اتارا ہے۔

اس کے منجماً نزول میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ قرآن کا جتنا جتنا حصّہ نازل ہوتا رہے۔ صحابہؓ اس کو یاد کرتے رہے۔ موسیٰ جاراللہ روستو فدونی نے اپنی تالیف تاریخ القرآن والمصاحف میں لکھا ہے :۔

وَ كُلَّمَا نَزَلَ علیہ السلام اٰیۃٌ اَوْ سُوْرَۃٌ اُسْرِیَ عَنْهُ كَانَ يُقْرِئُ الصَّحَابَةَ مَا نَزَلَ وَ يَسْتَحْفِظُهُمْ فَيَحْفَظُوْنَهٗ عَلَى الْفَوْرِ عَنْ ظَهْرِ قَلْبٍ وَ يَعْتَنُوْنَ بِذٰلِكَ كُلَّ الْاِعْتِنَاءِ

لانّ الحفظ الحرفیّ فی عصر الرسالۃ وَ زمن النزول کان من اعظم العبادات واقرب القرب وکانوا اذا حفظوا اٰیۃ من النبیّ علیہ الصلوٰۃ والسلام يَتَرَدَّدُوْنَ عَلَيْهِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَ يَتْلُوْنَهَا اَمَامَهٗ حَتّٰى يَزْدَادَ تَثَبُّتُهُمْ مِنْ حِفْظِهَا وَ اَدَائِهَا وَ يَسْئَلُوْنَهٗ هَلْ حَفِظْتُ كَمَا اُنْزِلَتْ حَتّٰى يُقِرَّهُمْ عَلَيْهَا وَ بَعْدَ اِتْقَانِ الْحِفْظِ وَالتَّثَبُّتِ فِيْ تَمَامِ الضَّبْطِ اَخَذَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ يَنْشُرُ مَا حَفِظَ : كَانُوْا يُعَلِّمُوْنَهٗ لِلْاَوْلَادِ وَالصِّبْيَانِ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَشْهَدُوْا النزول سَاعَةَ الْوَحْيِ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ النَّاسِ فَلَا يَمْضِیْ يَوْمٌ اَوْ يَوْمَانِ اِلَّا وَ مَا نَزَلَ مَحْفُوْظٌ فِیْ صُدُوْرِ رِجَالٍ غیر محصورین۔

ترجمہ : جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت یا سورت نازل ہو کر اس سے فارغ ہو جاتے تو آپ مَا نَزَلَ کی قرأت صحابہ کو کرتے اور ان سے یاد کراتے پس وہ اس کو فوراً یاد کرتے اور اس کو پوری اہمیت دیتے۔ کیونکہ رسالت اور نزول کے زمانہ میں حرفی حفظ سب سے بڑی عبادات اور مقربات میں سے ہوتا تھا صحابہؓ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی آیت یاد کرتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بار بار اس کو دہراتے اور آپؐ کے سامنے اس کی تلاوت کرتے یہاں تک کہ اس کی یادداشت مضبوط ہو جاتی اور وہ آپؐ سے پوچھتے کہ کیا مَیں نے اُسی طرح اُس کا حفظ کیا۔ جس طرح اس کا نزول ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس پر ثابت کر دیتے۔ حفظ کی پختگی اور ضبط کے استحکام کے بعد اُن میں سے ہر ایک مَا حَفِظَ کے نشر کرنے میں مشغول ہو جاتا۔ وہ اپنی اولاد، چھوٹے بچّوں، مکّہ اور مدینہ اور اس کے گرد و نواح کے اُن مسلمانوں کو جو وحی کے نزول کے وقت حاضر نہ تھے اس کو سکھاتے۔ پس اُن آیات کے نزول پر ایک یا دو دن بھی نہ گذرتے کہ مَا نَزَلَ اتنے لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہو جاتا جو لاتعداد ہوتے۔

صحابہؓ کے حافظے قوی تھے ان کو قرآن کی یاد کرنے میں کسی قسم کی دقّت نہیں تھی — علامہ محمد زاہد الکوثری نے اپنے مقالات میں لکھا ہے :۔

وَ سَهَّلَ حِفْظَ الْقُرْاٰنِ عَلَى الصَّحَابَةِ مَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ قُوَّةِ الذَّاكِرَةِ وَ سُرْعَتِهَا لِحِفْظِ وَ مَا حَفِظَهُ الْعَرَبُ مِنَ الْقَصَائِدِ وَالْخُطَبِ وَالشَّوَاهِدِ وَالْاَمْثَالِ مِمَّا يُدْهِشُ الْاُمَمَ۔

(مقالات الکوثری ص۶)

ترجمہ : یادداشت اور سرعتِ حفظ کی خداداد قوّت نے صحابہ کے لئے قرآن کے حفظ کو آسان کیا تھا —— عربوں نے، جو قصائد، خطبے، شواہد اور امثال یاد کر چکے تھے۔ وہ دنیا کی تمام امتوں کو حیرت میں ڈالتی ہیں۔

صحابہ کی قوتِ حافظہ کے قوی ہونے اور قرآن کا مُنَجَّمًا نازل ہونے کی وجہ سے اکثر صحابہ کو نازل شدہ قرآن یاد رہتا۔ ہر سال رمضان کے مہینہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسرے کو تمام نازل شدہ قرآن سناتے اور رحلت کے سال کو دو دفعہ ایک دوسرے کو سنایا۔ اس طرح ہر سال رمضان میں تمام نازل شدہ قرآن کی تلاوت کا دَور ہو جاتا۔ اور رحلت کے سال کو چار دفعہ۔

عَنْ فَاطِمَةَ اَسَرَّ اِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ جِبْرِئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُعَارِضُنِيْ بِالْقُرْاٰنِ كُلَّ سَنَةٍ وَ اَنَّهٗ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَ لَا اَرَاهُ اِلَّا حَضَرَ اَجَلِيْ

ترجمہ : حضرت فاطمہؓ سے روایت ہے کہ چپکے سے فرمایا مجھے رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق جبرئیل دَور کرتے تھے مجھ پر قرآن کا ہر سال ایک بار اور بے شک انہوں نے مجھ پر دَور

(باقی ص۱۴ پر)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

منعقدہ ۲۶ر مارچ ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی، اے

۳

آپ اندازہ لگائیں میں کہہ رہا ہوں آپ سن رہے ہیں، لیکن کیا ہم اس بات کو کرنے کے لئے تیار ہیں؟ یہ ایمان بڑھ رہا ہے۔ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا۔ جب آیتیں پڑھی گئیں۔ تو ایمان بڑھتا جا رہا ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جا کیکر کا ایک چھلکا لے آ" وہ کیکر کا چھلکا لے کر آتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر لکھتے ہیں، اپنے دستِ مبارک سے، کہ اے اللہ! ذوالبجادین کے خون کو میں کافروں پر حرام کرتا ہوں، چھلکا دیا کہ اپنے بازو کے ساتھ باندھ لے، باندھتا ہے، عرض کرتا ہے "اللہ کے نبی! میں کیا مانگ رہا ہوں اور جنابؐ کیا عطا فرما رہے ہیں؟ فرمایا "تم کیا مانگتے ہو؟ شہادت ہی مانگتے ہو نا؟ تمہاری موت جس حال میں بھی ہوتی تمہیں شہادت ملے گی"۔

(میرا اپنا خیال ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریقہ وحی یہ بات معلوم ہو چکی ہو گی کہ تبوک میں جنگ نہیں ہو گی۔ چنانچہ جنگ نہیں ہوئی تھی۔ اور حضورؐ واپس تشریف لائے تھے لیکن کافروں کو مسلمانوں کی طاقت کا پتہ چل گیا تھا۔) تو ذوالبجادین بھی ساتھ شریک تھے۔ یہ سارے قصے میرے بزرگو! اِنَّ فِیْ قَصَصِھِمْ عِبْرَۃٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ یہ ویسے ہی نہیں باتیں ہوتیں۔ یہ ہمارے لئے، ان کے قصے تمام راہِ ہدایت اور نورِ رہنمائی ہیں۔ تبوک پہنچتے ہیں۔ اب ذوالبجادین کے دل میں فکر ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ لکھ دیا ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ جو دعا ہے کہ یا اللہ! اس کے خون کو میں کافروں پر حرام کرتا ہوں، شہادت تو مجھے ملے گی نہیں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ تیری موت اگر واقع ہو گئی تو تجھے شہادت کا ثواب ملے گا۔ تو کیا بنے گا؟ یہ فکر لگا ہوا ہے۔ اب ہم زندگی بچانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں، وہ زندگی نثار کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ دونوں کے راستے الگ ہیں۔ ہماری ساری تگ و دو، اس بدن کو، اس گوشت پوست کو آسودہ کرنے میں لگی رہتی ہے۔ کہ اس دنیا میں ہمارے بدن کو آرام ملے، اور اللہ والوں کی ساری محنت اس میں رہتی ہے کہ کسی طرح میں اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول ہو جاؤں۔ چنانچہ ذوالبجادین کو بخار ہوا، تبوک کے میدان میں اور وہیں آپ کی موت واقع ہو گئی۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ تیری موت واقع ہو جائے گی، تو تجھے شہادت کا ثواب ملے گا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اللہ! میں اس کے بدن کو کافروں پر حرام کرتا ہوں، تو شہادت کا ثواب بھی مل گیا، جنگ ہونے کے بغیر وہ شہید فی سبیل اللہ ہو گئے۔ شہادت کے لئے ضروری نہیں کہ میدان میں مارا جائے، یعنی وہ جو فقہی طور پر شہید ہے اس کا الگ مطلب ہے عنداللہ ہر وہ شخص شہید ہے جو شہادت کی تمنا بھی کرے، وہ بھی شہید ہے۔ اگر ایک آدمی نے یہ تمنا بھی کی۔ کہ یا اللہ! میں میدانِ جنگ میں تیرے لئے شہید ہو جاؤں۔ تو وہاں اس میدان میں شہید کرنا، یہ اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ اللہ کی مشیّت ہو گی تو وہ شہید ہو گا، نہ مشیّت ہو گی تو وہ شہید نہ ہو گا۔ لیکن اس کے اندر جو جذبات ہیں وہ جذبات اس بات کے لئے کافی گواہ ہیں کہ یہ آدمی چاہتا تھا کہ میں میدانِ جنگ میں شہید ہو جاؤں اس لئے اس انسان کو بھی اللہ تعالےٰ کے ہاں شہادت کا درجہ اور ثواب ملتا ہے۔

تو میں عرض اس پر کر رہا تھا۔ کہ صحابہؓ کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں دیکھ لیں کہ صحابہؓ کرام کیا چاہتے ہیں؟ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا۔ ان پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان بڑھتے ہیں، نہ کہ ایمان گھٹتے ہیں۔

میں نے کسی تصوّف کی کتاب میں پڑھا ہے۔ اب مجھے یاد نہیں، اور ہو سکتا ہے وہ کسی صوفی ہی کا قول ہو۔ کسی استدلال پر مبنی نہ ہو۔ بہرحال بات انہوں نے بڑی اچھی لکھی ہے۔ لکھا ہے۔ کہ یہ جو کہا جاتا ہے۔ حکم ہے شریعت اسلامیہ کا۔ کہ جب تم کسی پرندے کو ذبح کرو، کسی چارپائے کو ذبح کرو تو مسلمان کو حکم ہے کہ ذبح کرتے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر کہو، تکبیر کہہ کر اس کو ذبح کرو۔ تو اس میں ایک تو ہمارا فقہی استدلال ہے کہ بسم اللہ کہنے سے وہ چارپایہ، وہ جانور، وہ پرندہ حلال ہو جاتا ہے۔ لیکن انہوں نے اس میں ایک حکمت لکھی ہے کہ جب کسی وقت کسی پرندے کو، کسی جانور کو لٹا کر جب ذبح کرنے لگتے ہیں، اور وہ زبان سے ذبح کرنے والا، اس کو پکڑنے والا کہتا ہے بسم اللہ، اللہ اکبر، تو اللہ کا نام سن کر وہ جانور، وہ چارپایہ، وہ پرندہ، اتنا خوش اور مست ہو جاتا ہے کہ اس مسرت میں جان کی بازی لگا دینے میں بھی دریغ نہیں کرتا۔ تکبیر کے سننے سے ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ سے اس کی طبیعت میں ایک ایسی مسرت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ جو میرا خالق ہے، جو میرا مالک ہے۔ جس نے مجھے پیدا کیا، میں اسی کے نام پر ذبح ہو رہا ہوں۔ اس میں فکر کی کون سی بات ہے؟ اس لئے حکم دیا کہ ذبح کرتے وقت اللہ تعالےٰ کا نام لو، تاکہ اللہ تعالےٰ کا نام لینے سے اللہ تعالےٰ کی مخلوق جو ہے، بھائی! اللہ تعالےٰ کو تو سب پہچانتے ہیں نا، انسان ہی صرف نہیں پہچانتے۔ بلکہ قرآن مجید کی شہادت ہے۔ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ۔ دنیا میں ہر چیز اللہ کی حمد و ثنا کرتی ہے۔ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ دنیا میں ہر چیز، شئے کا لفظ ہر وہ چیز جو موجود ہے، شمس و قمر، یہ شجر و حجر، یہ چھوٹی بڑی چیزیں، یہ پتے، یہ پودے، ہر ایک چیز یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ ہر چیز اللہ رب العالمین

(باقی صـ۱۴ـ پر)



سورۂ بقرہ، آیت ۷۸ – ۷۹ ———— تلاوت: قاری خوشی محمد

ترجمہ و تفسیر:۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی ضبط و تحریر:۔ جناب محمد عثمان غنی بی اے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی نے ۲۶ دسمبر کے روز پونے چھ بجے شام ریڈیو پاکستان لاہور کے پنجابی زبان کے پروگرام "جمہور دی آواز" میں جو تقریر نشر فرمائی وہ قارئین خدام الدین کی ضیافت طبع کے لئے من و عن پیش خدمت ہے ————

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امّابعد فقد قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید ——
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۝ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ۝ صدق اللہ العظیم۔

ایہناں آیتاں دا ترجمہ ایہہ وے:۔

وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ۔ اور اوہناں وچوں کجھ ان پڑھ وی نیں۔ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ۔ جہڑے کتاب نوں نہیں جاندے إِلَّا أَمَانِيَّ۔ سوائے اٹکل پچو گلاں دے وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۝ ہور تے کجھ نہیں، اوہ صرف خیالی گھوڑے دوڑاندے نیں۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ۔ پس ہلاکت اے اوہناں لوکاں لئی۔ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ق جہڑے لکھدے نیں کتاب نوں اپنیاں ہتھاں نال۔ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ۔ فیر کہندے نیں ایہہ اللہ دی طرفوں اے۔ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ط تاں جے اوہدے بدلے کجھ دولت کما لین۔ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ۔ سو بربادی اے اوہناں دے واسطے ایس وجہ نال جو لکھیا اوہناں دے ہتھاں نیں وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ۝ تے وڈا افسوس اے اوہناں تے ایس لئی جو اوہناں نے کمائی کیتی اے۔

ہن تسی بعضیاں خاص خاص لفظاں دی تشریح سن لو۔

أُمِّيُّونَ: جمع اے "اُمّی" دی۔ تے اوہدے معنے نیں ان پڑھ۔ جہڑا نہ لکھ سکے تے نہ پڑھ سکے۔ اُمّی صفت خاص اے عرب دے وچ رہن والیاں دی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دا ارشاد اے۔ نَحْنُ أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ۔ (اسی ان پڑھ آں، نہ لکھنا جاننے آں تے نہ حساب کرنا) ایس اعتبار نال اُمّی نوں عامی دی طراں سمجھنا چاہی دا اے، کیوں جے عامی اوہ ہوندا اے جہڑا عامۃ الناس وچوں ہووے۔

أَمَانِيَّ:۔ جھوٹیاں آرزوآں، خیالی اندازے جمع ہے "اُمنیۃ" دی۔ جدھے معنے نیں اٹکل پچو آرزوآں۔

يَظُنُّونَ:۔ ظن توں اے بمعنے گمان کرنا قیاس کرنا۔

فَوَيْلٌ:۔ وَیل دا لفظ قرآن شریف دے وچ تناں معنیاں واسطے استعمال ہوندا اے:۔ (ا) اگر گناہاں دی حالت ابتدائی اے تے وَیل دے معنے افسوس ہون گے۔ اک شریف انسان واسطے ایناں وی کافی اے۔

(ب) درمیانی حالت وچ اوہدا مفہوم تباہی تے بربادی ہووے گا (ج) تے آخری حالت وچ اوس توں دوزخ مراد لتی جائے گی۔

الْكِتَابَ:۔ لکھی ہوئی تحریر، آسمانی صحیفے، تورات، زبور، انجیل، قرآن مجید۔

لِيَشْتَرُوا:۔ اشتراءٌ توں اے جدھے معنے ویچنا تے خریدنا دونویں آوندے نیں۔

ایہہ سی بعضیاں خاص خاص لفظاں دی تشریح۔ ہن ایہناں آیتاں دی تفسیر کیتی جاندی اے۔ ارشاد ہوندا اے:۔

وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ۔

ایہناں آیتاں وچ یہودی عالماں دیاں بعض کمزوریاں ذکر کیتیاں گیاں نیں —— مسلماناں نوں ایہہ خیال ہو سکدا سی کہ اگر علمائے یہود ساڈا ساتھ نہ دین گے تے شاید عام لوک اوہناں لوکاں دا ساتھ دین گے۔ ایہناں آیتاں وچ ایہناں جاہلاں دے خیالات دا تذکرہ اے۔ یعنی یہودی تورات تے پڑھدے نیں مگر مفہوم و مطلب نال اوہناں نوں کوئی غرض نہیں۔ صرف الفاظ تے قناعت کردے نیں تے طوطے دی طراں رٹ لیندے نیں، باوجود ایس دے یقین رکھدے نیں کہ اوہ جنت وچ داخل ہون گے —— کلام باری دا مفہوم تے اوہدے معنے سمجھے تے عمل کیتے بغیر نجات کس طراں ہو سکدی اے؟ گویا لکھنا تے پڑھنا جاندے نہیں، مگر خواہشاں بڑیاں وڈیاں وڈیاں رکھدے نیں۔ اوہناں نے اپنے علماء کولوں جو کجھ سنیا اے اوہنوں ای مایۂ ناز تے سرمایۂ آخرت خیال کردے نیں۔ اوہناں دیاں اٹکل پچو خواہشاں ملاحظہ ہون:۔

۱۔ جنت وچ یہودیاں تے نصرانیاں دے سوا دوجا کوئی نہیں جا سکدا۔ لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ط (البقرہ ۱۱۱) ترجمہ: یہودیاں تے نصرانیاں دے سوا ہرگز کسے نوں جنت وچ داخل نہیں ہون دتا جائیگا۔

۲۔ اگر بفرض محال یہودی جہنم وچ گئے وی تے اوہ صرف گنتی دے چند روز تک ہووے گا۔ وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً ط (البقرہ ۸۰) ترجمہ: اور کہندے نیں کہ ہرگز جہنم دی اگ نہیں چھوئے گی سانوں مگر گنتی دے چند روز۔

ایس طراں دے نامناسب اور ناپاک

خیالات ہی نیں جہڑے اوہناں نوں خوش رکھدے نیں حالانکہ جنت دیچ جان دا سدھا تے پدھرا رستہ ایہہ وے کہ صرف اک اکلے تے اکو مالک دی غلامی کیتی جائے اور اوہدے حضور وچ قلب سلیم لے کے حاضر ہویا جائے۔ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝ (الشعراء ع۵)

نیز فرمایا۔ بَلٰی ق مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ص وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (البقرہ ع۱۲) ترجمہ: ہاں جس نے جھکا دِتا اپنا سر اللہ دے سامنے اور اوہ نیکوکار وی اے، سو اوہدے واسطے ہےگا اے اوہدا اجر اوہدے رب دے کول۔ نہ تے اوہنوں کوئی خوف ہووے گا، تے نہ اوہ غمگین ہون گے۔

ایہہ دونویں مرضاں مسلماناں وِچ وی موجود نیں۔ عام دستور اے کہ سویر دی نماز توں بعد مفہوم تے مطلب سمجھے بغیر تھوڑا بہت قرآن شریف پڑھ لین گے اور اوس تے اپنے رب توں ثواب دا مستحق خیال کرن لگ پین گے ـــــ حالانکہ حقیقت ایہہ وے کہ جدوں تک انسان خالی الذہن ہو کے اوس تے غور و فکر نہ کرے اور اوس دے مطابق اپنی عملی زندگی نوں نہ ڈھال لے اودوں تائیں اوہ اجر و ثواب دا مستحق نہیں بن سکدا۔

ایتھے ایہہ گل ذہن نشین کر لینی چاہی دی اے کہ قرآن حکیم دی تلاوت کرن دا ثواب اپنی جگہ تے مُسلّم اے۔ لیکن ایس دا کیہہ علاج اے کہ مثلاً اِک حافظ قرآن ہے اور اوہ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ اور بعض دوسریاں سورتاں بطور تبرک تلاوت کر کے کاروبارِ زندگی وِچ مشغول ہو جاندا اے۔ مثلاً اوہ پرچون دی دکان کردا اے نے گاہکاں نوں ڈنڈی مار کے سودا تول کے دیندا اے۔ یا اوہ بزازی دی دکان کردا اے تے کپڑا گھٹ ناپ کے دیندا اے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ تے ایس تلاوت دا جتنا اوہنوں ثواب ملیا سی اوس کولوں کئی گُنا زیادہ عذاب کما لیندا اے۔ لہٰذا ثابت ہویا کہ الفاظ تے معانی دوہاں تے غور و فکر، تے عمل ہی صحیح معنیاں وِچ دنیا اور آخرت دی سرخروئی دا حقیقی ذریعہ تے وسیلہ اے۔

اگے فرمایا۔ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ ق ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ط فَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْهِمْ وَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ ۝

اوس زمانے وِچ دستور ایہہ سی کہ کتاب الٰہی دی آیت دے نال نال اہل علم اپنے تفسیری نوٹ تے حاشیئے وی لکھ لیندے سَن۔ آیت اور جملیاں وِچ کسے قسم دا فرق تے امتیاز نہیں رکھدے سَن۔ تے ایسے واسطے دوسرا شخص اوہناں دوہاں وِچ فرق نہیں کر سکدا سی۔ ایس لئی جد کدی عوام اوہناں کولوں مسئلے پچھدے سَن تے اوہ ایہناں حاشیاں نوں ویکھ کے جواب دے دیندے سَن تے کہندے سَن کہ ایہہ خدا دا حکم اے۔ حالانکہ اوہ ایہناں دیاں آپنیاں خواہشات تے ابلیسی الہامات دا مجموعہ ہوندا سی۔ تے ایہہ شیطانی کم صرف ایس لئی کردے سَن کہ قوم دیاں سرداراں دے دلاں وِچ ایہناں دی قدر و منزلت ہو جائے تاں جے دولت دا ہتھیانا آسان ہو جائے۔

اگر دنیا دے کل خزانے اِک شخص دے قبضے وِچ آ جان نے تاں وی اوہدیاں خواہشات پوریاں نہیں ہو سکدیاں کیونکہ آرزوآں دا سلسلہ دراز تو درازتر ہوندا جائے گا ـــــ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

(بہ شکریہ ریڈیو پاکستان۔ لاہور)

بقیہ: قرآن مجید کی معجزانہ حفاظت

کیا۔ اس برس دو بار اور میں گمان نہیں کرتا ہوں۔ اجل کی مگر تحقیق نزدیک پہنچی۔

فائدہ: ابن حجر نے فتح الباری میں عارضنی کی تحقیق میں لکھا ہے:۔

وَالمعارضة مفاعلة من الجانبین کان کُلّاً منهما کان تارةً یقرءُ وَالآخرُ یسمعُ۔

معارضہ باب مفاعلہ سے ہے یہ جانبین میں سے ہوتا ہے۔ ان دونوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرئیل علیہ السلام) میں سے ہر ایک، ایک ایک دفعہ پڑھتا اور دوسرا سنتا۔

اس کے متعلق شیخ محمد زاہد الکوثری نے لکھا ہے:۔

والمعارضة تکون بقراءة هذا مرّةً واستماع ذاک ثم قراءة ذاک واستماع هذا تحقیقاً لمعنی المشارکة فتکون القراءة بینهما فی کل سنة مرتین وفی سنة وفاته اربع مرات۔ (مقالات الکوثری)

معارضہ ہے ایک کا ایک دفعہ قرأت کرنا اور دوسرے کا سننا پھر اس دوسرے کی قرأت کرنا اور اس پہلے کا سننا، تاکہ مشارکت کا معنی ثابت ہو جائے۔ پس ان دونوں کی آپس میں قرأت ہر سال دو دو دفعہ ہوتی رہی اور وفات کے برس کو چار بار۔

گویا ہر رمضان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نازل شدہ قرآن سنانا قرآن کے دوبارہ نزول کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو حفظ کے ذریعہ قرآن کی حفاظت کا ذریعہ تھا۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: درس قرآن

کی تسبیح پڑھتی ہے، اللہ کی حمد و ثنا کہتی ہے وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھ سکتے۔ کیونکہ ان کی زندگی الگ، ان کے وجود الگ، تمہارا طور طریقہ الگ، اُن کا طور طریقہ الگ، باقی ہر چیز اللہ کی حمد و ثنا کہتی ہے ـــــ تو وہ چارپایہ جس کو ہم ذبح کرتے ہیں، وہ بھی تو اللہ کو مانتا ہے، اللہ کو جانتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ میں اللہ کی مخلوق ہوں، وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی گردن کو گرا دیتا ہے، خدا کا نام سنتے ہی اُس میں ایک مسرت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ پھر ذبح ہونے سے بھی نہیں ڈرتا۔ (باقی آئندہ)

اپیل

مدرسہ عربیہ جامع العلوم شمالی عیدگاہ بھکر زیر سرپرستی حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دام برکاتہم عرصہ بارہ سال سے تعلیمی و تبلیغی خدمات انجام دے رہا ہے مدرسہ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں خرچہ تقریباً نقد چھ ہزار روپیہ دو سو من غلہ ہوتا ہے ہمیشہ اس مدرسہ کو لائق ترین مدرسین حضرات کی خدمات حاصل رہی ہیں پچاس کے قریب مسافر نادار طلبائے کرام زیر تعلیم رہتے ہیں لہٰذا مہربانی فرما کر اپنی زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ نافلہ سے اس غریب دینی ادارہ کو یاد فرما کر اسلامی اخوت اور دینی ہمدردی کا ثبوت دیں

محمد مختار ناظم مدرسہ عربیہ جامع العلوم شمالی عیدگاہ بھکر ضلع میانوالی

جامعہ رشیدیہ ساہیوال اور اس کی چند خصوصیات

از ارشد رشیدی

برصغیر پاک وہند کے تمام مدارس میں جامعہ رشیدیہ اپنی کئی خصوصیات کی بنا پر منفرد و ممتاز ہے:

۱۔ اس کے دورِ اوّل نے ایسے سرفروش علماء و مجاہدین کی جماعت پیدا کی۔ کہ جنہوں نے ملک کی تحریک آزادی نیز کتاب و سنت کی اشاعت و تبلیغ میں ایسا نمایاں کردار ادا کیا کہ ان کا ذکر کئے بغیر ملک کی سیاسی، علمی اور دینی تاریخ نامکمل رہے گی۔

۲۔ جامعہ رشیدیہ کے دورِ اوّل کے سرپرست حضرت منشی رحمت علی صاحبؒ اور بانی اوّل حضرت حافظ محمد صالح صاحبؒ دونوں اشارۂ غیبی سے امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ صاحب سے بیعت ہوئے۔ گویا قدرت الٰہی نے علاقہ کی فلاح و بہبود اور اشاعت کتاب و سنت کے لئے دو قابل انسانوں کو مردِ حق آگاہ کی تربیت میں بھجوا دیا۔

۳۔ دارالعلوم دیوبند کے موجودہ شیخ الحدیث مدرسہ ہذا کے پہلے مہتمم و یکے از بانیان جامعہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

۴۔ اسلامی دنیا میں ملقب بہ شیخ الحدیث حضرت مولینا محمد ذکریا مدظلہٗ (شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور) مدرسہ جامعہ رشیدیہ کے بانی حضرت مولینا حافظ محمد صالح صاحبؒ سے گنگوہ میں قرآن مجید پڑھتے رہے ہیں۔

۵۔ مدارس عربیہ پاکستان کی سب سے بڑی تنظیم وفاق المدارس کے سابق صدر اور حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے موجودہ سب سے بڑے خلیفہ حضرت مولینا خیر محمد صاحب مدظلہٗ بانی خیر المدارس اسی مدرسہ کے فیض یافتہ ہیں۔

۶۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی و روحِ رواں حضرت مولینا محمد علی جالندھری اسی مدرسہ کے ہونہار شاگرد ہیں۔

۷۔ اسی مدرسہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے ایک نامور شاگرد یکے از بانیان مجلس احرار اسلام اور مجلس کے برسوں قائد رہے ہیں۔ ہماری مراد حضرت مولینا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مرحوم سے ہے۔

۸۔ دارالعلوم دیوبند کے صدر مبلغ (قیام پاکستان سے قبل) اسی مدرسہ کے پرانے شاگردوں میں سے ہیں یعنی حضرت مولینا عبدالجبار مرحوم۔

۹۔ جامعہ رشیدیہ کے ناظم۔ شیخ الحدیث اور سابق صدر مبلغ مرحوم تینوں بھائیوں کا ذکر انکوائری رپورٹ میں ہے۔

۱۰۔ اس مدرسہ کا بطورِ خاص ذکر انفرادی نوعیت سے تحقیقاتی عدالتی رپورٹ میں موجود ہے۔ دیدہ باید۔

۱۱۔ اس کے پہلے سرپرستؒ۔ بانیؒ اور موجودہ سرپرست ہر سہ حضرات حضرت گنگوہیؒ کے مریدان باصفا میں سے ہیں۔

۱۲۔ اس کے موجودہ سرپرست اور امیر دونوں بزرگ حضرت شیخ الہند مولینا محمود الحسنؒ دیوبندی کے شاگردان رشید ہیں۔

۱۳۔ اس مدرسہ کے ایک فیض یافتہ بزرگ مولینا رشید احمد سلفیؒ نے مدینہ منورہ میں مدرسہ سلفیہ قائم کیا۔ جن سے مدینہ کے گورنر اور قاضی القضاۃ اور موجودہ امام و خطیب مسجد نبوی پڑھتے رہے۔

۱۴۔ اس مدرسہ کے دورِ اوّل میں اس کا نہ کوئی سفیر تھا نہ اشتہار اور نہ جلسہ وغیرہ۔ تاہم شہری دنیا سے آٹھ میل دور ہونے کے باوجود اس میں ڈیڑھ پونے دو صد ایسے طلباء زیر تعلیم رہا کئے۔ کہ مدرسہ ہی جن کا کفیل ہوتا تھا۔

۱۵۔ اسلامی دنیا کے مدارس میں سے یہ ایک ایسا مدرسہ تھا کہ جن کے متعلم حضرات کے اخلاص، عمل، سادگی، قناعت نیز اسلامی خدمات کا ذکر آج سے پچیس برس قبل امریکہ کی عیسائی دنیا کے ایک بہت بڑے مشنری ادارہ کی رپورٹ میں شائع ہوا۔ جس میں مدرسہ کی اور مدرسہ کے منتظمین کی تعریف کرتے ہوئے لکھا گیا۔ کہ "ہمارے کالجز اور یونیورسٹیوں کو اس مدرسہ کے طلباء و اساتذہ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے جو ہزاروں کے سالانہ میزانیہ سے کام کر رہے ہیں کہ ہمارے ہاں لاکھوں بلکہ کروڑوں خرچ کر کے بھی وہ نتائج حاصل نہیں ہوتے"

۱۶۔ علمی، عقلی اور نقلی طور پر اس کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ عنداللہ اس مقبولیت کا اظہار تکوینی طور پر یوں ہوا کہ اس کے پہلے صدر مدرس جو پنجاب کے سب سے بڑے مفتی تھے (جامعہ کے موجودہ ناظم اور شیخ الحدیث انہی کے فرزندان ارجمند ہیں) حضرت مفتی صاحبؒ کے انتقال سے تقریباً دو سال بعد پاس والی قبر کھودتے ہوئے حضرت مفتی صاحبؒ کی قبر اتفاقاً کھل جانے پر ارد گرد کی فضا معطر ہو گئی۔ اور دیکھنے والوں نے جب جھک کر دیکھا تو حضرت مفتی صاحبؒ کے ادھ کھلے جسم کی کیفیت یہ تھی۔ کہ چہرہ گلابی۔ سفید نورانی داڑھی۔ ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھے یوں محو استراحت تھے۔ جیسے کوئی خوش منظر خواب دیکھ رہے ہوں۔ "پورے تئیس ماہ کے بعد حضرت مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے خوشبو آئی۔ اور کفن نیز جسم صحیح و سالم نظر آیا۔ اس واقعہ کے عینی شاہد غلہ منڈی ساہیوال میں موجود ہیں۔

حضرت مولینا عبداللہ صاحب مدظلہٗ درخواستی نے خوب فرمایا۔ کہ یہ سب "تعلیم قرآن" کی برکات کا ظہور ہے اور "دین کی خدمات" کا ثمرہ ہے۔ اور صدقہ جاریہ! وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

۱۷۔ جامعہ رشیدیہ کے دورِ اوّل کے مؤسس حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم

۱۸۔ جامعہ کے دورِ جدید میں مؤسس حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب

۱۹۔ جامعہ میں واردین صادرین میں حضرت مولانا عبدالقادر صاحبؒ رائپوری و حضرت علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم و حضرت مولانا عبداللہ صاحب مرحوم سجادہ نشین کندیاں۔

۲۰۔ جامعہ کے دارالحدیث کے مؤسس حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

۲۱۔ جامعہ رشیدیہ، سابق جالندھر و منٹگمری حال ساہیوال ایسا واحد مجاہد مدرسہ ہے جس کے ایثار و قربانی کی ایک مثال یہ ہے کہ تحریک ختم نبوت میں جامعہ کی تعمیرات ۳۲ ہزار کی عمارات ضبط کر لی گئی اور آج تک جرم عشق ختم نبوت محمدیہ پورا مدرسہ ضبط ہے اب بحمد للہ و فضلہٖ مدرسہ جامعہ رشیدیہ تین مقامات پر واقع، جاری و ساری ہے اور ترقی کی راہ پر گامزن۔ فللہ الحمد والمنۃ

اسلامی مشن پاکستان بہاولپور

پاکستان کا ایک معروف تبلیغی ادارہ

آج سے تقریباً ساڑھے پانچ سال قبل اندرون بیکانیری گیٹ بہاولپور ۱۲ر اپریل ۱۹۶۲ء کو اللہ رب العالمین کے توکل پر ایک کرایہ کے کمرہ میں ایک عظیم ادارہ کا افتتاح کیا گیا۔ ابتدائی تین ریفریشر کورس شروع کرائے گئے۔ ایک آفیسرز کے لئے ایک کالج اور اسکول کے بچوں کے لئے اور ایک عوام کے لئے۔ جن کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا۔ تبلیغی سلسلہ بھی شروع کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ شہر کے علماء و امراء کو مشن میں شمولیت کی دعوت دی۔ اغراض و مقاصد شائع کرائے گئے۔ بہاولپور کے علاوہ مغربی پاکستان کے عوام کو بھی اس تحریک سے تعاون پر آمادہ کیا گیا۔ مورخہ ۴ر جولائی ۱۹۶۲ء کو مشن کی ایڈہاک کمیٹی کو توڑ کر باقاعدہ انتخاب کیا گیا۔ جس میں حضرت مولانا مفتی محمد صادق صاحب مرحوم کو صدر، سید احمد نواز شاہ گردیزی صاحب کو نائب صدر، شیخ محمد سعید صاحب نائب صدر، مولانا عبدالقادر آزاد جنرل سیکرٹری، شیخ افتخار الحق صاحب خزانچی اور دیگر اراکین منتخب کئے گئے۔

مورخہ ۲۷ر اگست ۱۹۶۳ء کو اسلامی مشن کو سوسائٹی ایکٹ کے تحت باقاعدہ رجسٹرڈ کرایا گیا۔ مورخہ ۳۰ر جون ۱۹۶۴ء کو ریونیو بورڈ مغربی پاکستان نے اسلامی مشن کے سابقہ حسابات چیک کر کے اس کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا۔ مورخہ ۲۰ر مارچ ۱۹۶۵ء کو اسلامی مشن کو سوشل ویلفیئر ایکٹ مغربی پاکستان میں رجسٹرڈ کرایا گیا۔ مورخہ ۲۸ر جولائی ۱۹۶۴ء کو ۱۰ ایکڑ زمین برائے منصوبہ جات اسلامی مشن امپرومنٹ ٹرسٹ بہاولپور سے خرید کی گئی جس میں دارالعلوم کی تعمیرات شروع کرائی گئیں۔

بدقسمتی سے مورخہ ۳۰ر ستمبر ۱۹۶۴ء کو اسلامی مشن اپنے ذی وقار صدر حضرت مولانا محمد صادق صاحب کی سرپرستی سے محروم ہو گیا۔ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

مولانا کے انتقال پُر ملال کے بعد اسلامی مشن کی مستعد مجلس شوریٰ نے ملک کے علماء و صلحاء کی سرپرستی میں اپنے کام کو جاری رکھا بحمد للہ کام کی رفتار رو بترقی ہے۔ اس وقت سے تا حال چار شعبہ جات اسلامی مشن کے تحت رواں دواں اور اسلامی مشن دن دوگنی، رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب کہ اسلامی مشن تعلیم اور تبلیغ کے میدان میں اپنی عالمی پوزیشن منوا لے گا۔

مسلک و مشرب اسلامی مشن پاکستان کا مسلک و مشرب عقائد اہلسنت والجماعت اور فقہ حنفی کے مطابق ہے۔ اس کا مشرب یعنی طریقہ عمل حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی اور حضرت شیخ الاسلام پاکستان مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کے مشرب کے مطابق ہے۔

شعبہ جات

تعلیم دارالعلوم اسلامی مشن بہاولپور اسی شعبہ کے تحت رواں دواں ہے۔ جس میں دینی اور دنیاوی تعلیم دی جاتی ہے۔ بیرونی طلباء کے تمام اخراجات یہ شعبہ عوام کے چندہ جات و عطیات سے پورا کرتا ہے۔ الحمد للہ کشمیر، سرحد، بہاولپور، مظفر گڑھ اور دیگر اضلاع کے غرباء اور یتیم بچے اس شعبہ میں زیر تربیت ہیں۔ دارالعلوم میں تدریس کے ساتھ ساتھ مناظرہ اور تبلیغ کی بھی باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے۔ پانچ قابل ترین اساتذہ تقریباً ایک صد بچوں کی تعلیم و تربیت میں ہمہ تن مشغول ہیں — اگر عامۃ المسلمین نے اس طرف خصوصی توجہ دی تو اس شعبے کے

تحت اسلامی ماحول کا ایک سکول اور کالج بنانا بھی ہمارے پروگرام میں شامل ہے ۔جس کے نقشہ جات تیار ہو چکے ہیں۔ جس کی تعمیر پر ڈھائی لاکھ روپیہ خرچ ہوگا ۔ دار العلوم کی تعمیر کے بعد انشاء اللہ اس کی تعمیر شروع کی جائے گی ۔

تبلیغ اس شعبہ کے تحت مغربی پاکستان آزاد قبائل، آزاد کشمیر کے اکثر مقامات پر تبلیغی اجتماع منعقد کئے گئے جن کا خاطر خواہ اثر ہوا ۔ خصوصاً ستمبر ۶۵ء کی جنگ میں تو اس شعبہ نے جو قابل قدر خدمات سر انجام دیں وہ تاریخ پاکستان کے اوراق کا خصوصی حصہ ہیں ۔ جس کا اعتراف صدر حکومت آزاد کشمیر اور عمائدین و زعماء کشمیر کے خطوط میں موجود ہے جہاں یہ شعبہ ملک میں تبلیغ اسلام کے فرائض سر انجام دے رہا ہے۔ وہاں بیرونی ممالک میں تبلیغ کا پروگرام بھی اس کے پیش نظر ہے ۔ مالی حالات کے پیش نظر جب بھی اس کی توفیق ہوئی تو انشاء اللہ وفود باہر بھیجے جائیں گے ۔

خدمت خلق اس شعبہ نے اپنے وسائل کے مطابق بیشمار نادار مسلم عوام کی خدمت کی ۔ اب اسلامی مشن فری ہسپتال کی بنیاد ۱۳ر اکتوبر ۱۹۶۷ء کو بعد از نماز عشا رکھی جا رہی ہے ۔ نقشہ جات مکمل ہو چکے ہیں ۔ ایسٹیمیٹ تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہے ۔ ڈسٹرکٹ کونسل بہاول پور نے اس کے لئے دس ہزار روپیہ عنایت فرمایا ہے ۔ عوام کو بھی اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہیئے تاکہ یہ مقدس کام جلد پایہ تکمیل کو پہنچایا جا سکے ۔

نشر و اشاعت اس شعبہ نے تقریباً پونے دو لاکھ روپیہ دینی پمفلٹ اور ضروری اشتہار شائع کرا کے ملک میں تقسیم کئے ۔ جن میں اس فتویٰ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے جو جہاد ستمبر کے لئے شائع کیا گیا ۔ اس شعبہ کے تحت آئندہ انشاء اللہ اسلامی مشن پریس کا قیام شامل ہے جو تمام عالم میں اسلامی لٹریچر مہیا کرنے کا کام سر انجام دے گا ۔

اپیل عامۃ المسلمین کا فرض منصبی ہے کہ وہ اس ادارہ کی بیش از بیش خدمت فرمائیں تاکہ یہ ادارہ اپنے ان عزائم میں کامیاب و کامران ہو ۔ آپ کی زکوٰۃ و خیرات عطیات کا اسلامی مشن اولین مصرف ہے ۔ لہٰذا ہر پاکستانی مسلمان جب اپنے صدقات واجبہ و نافلہ کی ادائیگی کے وقت اسلامی مشن کو نہ بھلائیں ۔ اسلامی مشن کی جملہ آمدنی کو حکومت مغربی پاکستان نے انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے ۔ اس کے حسابات ہر سال گورنمنٹ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ چیک کرتے ہیں اور رقم کی بنک سے برآمدگی صدر، نائب صدر، جنرل سیکرٹری اور خزانچی کے دستخطوں سے ہوتی ہے ۔ بنک کو براہ راست رقوم ارسال کرنے والے حضرات یونائیٹڈ بنک بہاول پور میں اسلامی مشن کے اکاؤنٹ نمبر الف A کو براہ راست رقم بھیج سکتے ہیں جس کی اطلاع مرکزی دفتر کو بھیجنی ضروری ہے ۔ (باقی)

مولانا عبد القادر آزاد جنرل سیکرٹری اسلامی مشن بہاول پور کے نام ارسال فرمائیں ۔

داخلے

جامعہ اشرفیہ رجسٹرڈ شاہکوٹ

زیر سرپرستی جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور و حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب رائے پوری، شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال ۔

تشنگان علوم دینیہ کے لیے جامعہ ہذا میں تین شوال سے یکم ذیقعد تک داخلہ جاری رہے گا ۔ جامعہ ہذا میں ابتدائی عربی فارسی فقہ، ترجمہ قرآن پاک اور حفظ و ناظرہ کے علاوہ تجدید و قرات کا بھی اعلےٰ انتظام کیا گیا ہے ۔ اور شعبہ پرائمری سکول کی منظوری کے لیے بھی کوشش جاری ہے جامعہ ہذا میں تقریباً ایک سو تیس طلباء و طالبات پانچ ماہر اساتذہ کی زیر نگرانی مصروف تعلیم ہیں بیرونی طلباء کے قیام و طعام ۔ لباس ۔ دیگر ضرورت کا مدرسہ ہی کفیل ہے ۔ مدرسہ کا کوئی مستقل سفیر نہیں ہے اپنی رقوم براہ راست مدرسہ کے پتہ پر روانہ فرمائیں

محمد عبد اللطیف انور جالندھری

●

مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ عقب کچہری ملتان میں حفظ و ناظرہ و تجوید و قرأت و پرائمری کے ہر شعبہ کا داخلہ ۲ر شوال سے دس شوال ۸۷ھ تک ہوگا ۔ درجۂ تجوید حضرت قاری **عبد الرب** صاحب سابق مدرس دار القراء لاہور اور ابتدائی عربی فارسی ترجمہ قرآن کریم کا شعبہ مولانا غلام قادر کے پاس ہوگا ۔ عبد الرؤف ناظم مدرسہ

●

مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم رجسٹرڈ مسجد آم والی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان کا داخلہ چودہ شوال تک ختم ہو جائے گا ۔ شائقین علوم دینیہ چودہ سے پہلے پہنچ جائیں ۔ مدرسہ میں قرآن مجید حفظ و ناظرہ با تجدید فارسی، عربی ۔ درس نظامی کا باقاعدہ انتظام ہے ۔ مسافر طلباء کی مدرسہ پوری کفالت کرتا ہے اصحاب خیر مدرسہ کی بصورت رقوم زکوٰۃ عشر خیرات ۔ پارچہ جات کتب وغیرہ امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں ۔ محمد رمضان ناظم مدرسہ

●

مدرسہ رشیدیہ جامع مسجد پٹولیاں لاہور کا داخلہ شروع ہو چکا ہے جو آخر شوال تک جاری رہے گا ۔ ابتدائی فارسی سے لے کر درس نظامی کی اکثر کتابیں انشاء اللہ پڑھائی جائیں گی ۔ خورد و نوش کا انتظام مدرسہ کرے گا طلباء کرام جلد از جلد پہنچنے کی کوشش فرماویں یا خط سے اطلاع دیں ۔

محمد الیاس غفرلہ مہتمم مدرسہ ۔

پاکستان میں

رسالہ "دار العلوم" کا نیا انتظام

پاکستان میں اب تک رسالہ "دار العلوم" کے سالانہ بدل اشتراک کی رقمیں مولانا محمد انوری لائل پوری وصول کرتے تھے ۔ مگر اب یہ انتظام بدل دیا گیا ہے ۔ آئندہ تمام پاکستانی خریدار رسالہ دار العلوم کے چندہ ناظم صاحب رسالہ بینات مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی ۵ کو منی آرڈر سے روانہ کریں ۔ کوپن پر اتنا ضرور لکھیں کہ یہ رسالہ دار العلوم کا چندہ ہے ۔ ڈاک خانہ کی رسید حسب دستور دفتر رسالہ دار العلوم دیوبند بھارت کو روانہ کریں ۔

سید محمد ازہر شاہ قیصر دار العلوم دیوبند

صـ۴ سے آگے

قاضی القضاۃ تشریف لے آئے۔ تیمور نے بھانڈ سے کہا "جو کچھ تو نے میرے سامنے کیا تھا وہ قاضی صاحب کے سامنے بھی ہو" بھانڈ نے بڑے چٹخارے لے لے کر بتایا کہ "ایک شخص نے روزہ کھا لیا اور میں نے سوچا کوئی ایسا بھی ہو جو نماز بھی کھا جائے تاکہ ہم اس مصیبت ہی سے چھوٹ جائیں"۔ تیمور نے پوچھا "اس شخص کے لئے شرعی حکم کیا ہے"؟ قاضی القضاۃ نے فرمایا "اس کی گردن اور آپ کی تلوار" تیمور نے اُس بھانڈ کی گردن اڑا دی۔

دین کو جھوٹا کہنے اور تمسخر کرنے سے تو اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ افراد کی اصلاح دل و دماغ کی اصلاح پر موقوف ہے۔ ہماری بیماریوں کا علاج قرآن میں ہے۔ عمرؓ کو دیکھو قتل کرنے آئے تھے مگر شفا پا گئے۔ خالدؓ بن ولید غزوہ احد میں محمد رسول اللہؐ کے مقابل تھے۔ غزوہ یرموک میں اسلامی افواج کے سپہ سالار خالد بن ولید تھے اور اِن کے مقابلے میں عیسائیوں کی فوج تھی۔ اُن دنوں دست بدستی جنگ ہوتی تھی۔ دونوں جرنیلوں نے تمام کو آپس میں کہا کہ دو چار باتیں تو کر لیں۔ عیسائی جرنیل نے پوچھا۔ محمد رسول اللہؐ کے غلام بڑی تندی سے لڑتے ہو، تمہارے نبیؐ پر آسمان سے جو تلوار نازل ہوتی ہے وہ کہاں ہے۔؟

حضرت خالد نے جواب دیا۔ تلوار تو آسمان سے کوئی نازل نہیں ہوئی وہ تو مجھے اللہ کے رسولؐ نے خطاب دیا ہے سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللہِ (اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار) اُس عیسائی جرنیل نے پوچھا خالد تم تو اتنے بہادر جرنیل تھے تم کس طرح اُنکے قابو میں آ گئے؟ حضرت خالد کہتے ہیں تم نے نہیں دیکھا میرے آقاؐ کو۔ آپؐ قرآن پڑھا کرتے تھے۔ میں نے سُنا تو مسلمان ہو گیا۔ عیسائی جرنیل نے کہا مجھے بھی قرآن سناؤ۔ حضرت خالد قرآن پڑھتے ہیں اور وہ عیسائی سپہ سالار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیتا ہے اور اپنے گھوڑے کو اسلامی فوج کی طرف لا کر اعلان کرتا ہے کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ اب تمہاری خیر اسی میں ہے کہ مقابلے سے ہٹ جاؤ ورنہ جو اسلام کے خلاف تلوار اٹھائے گا اس کی گردن ہو گی اور میری تلوار۔

یہ ہے اسلام کا اعجاز۔ حضرت عثمانؓ سے فرشتے بھی شرمائیں اور ہم عثمانؓ سے بھی مذاق کر رہے ہیں۔ اللہ تعالے ہمارے حالوں پر رحم و کرم فرمائے جو لوگ بیمار ہیں قرآن ان کے لئے ہے اور جو پہلے ہی سے صحت مند ہیں اُن کیلئے قرآن رحمت ہے۔

آج ہماری تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ اسلامی علوم سے بالکل ہی ہماری قوم نابلد ہوتی جا رہی ہے۔ چند روز کی بات ہے کہ ایک طالبعلم دسویں پاس کر کے کالج میں داخلہ لینے گیا اس کو ممتحن نے پوچھا بتاؤ محمد رسول اللہؐ کہاں پیدا ہوئے۔ وہ کہتا ہے سیالکوٹ میں۔ اگر کوئی بڑا افسر یہ بیان دیتا تو وہ کہتا میں نے "سٹڈی" کی ہے۔ یاد رکھیئے دین جب تک ساتھ نہ ہو گا دنیاوی علوم بیکار ہیں۔ ہالینڈ ایک تہذیب یافتہ ملک ہے آج ۸ اکتوبر ۶۷ء کا اخبار دیکھ رہا ہوں اُس میں لکھا ہے کہ وہاں ایک لڑکے کا نکاح ایک پادری نے پڑھا ہے باقاعدہ توریت کی آیتیں پڑھ کر اور وہ لڑکا "بیوی" ہے۔ دوسرے لڑکے کو اُس نے اپنا نفس پیش کیا اور اس نے باقاعدہ ایجاب قبول کیا۔ اگر یہی "تہذیب" ہے تو پھر حیوانیت خدا جانے کس بلا کا نام ہے۔ جہاں ہسپتال ضروری ہیں، سکول، کالج ضروری ہیں، وہاں خانقاہ اور مسجد کا وجود بھی ضروری ہے۔ کوئی نظام بغیر روحانی نظام کے ترقی نہیں کر سکتا اس لئے ازبسکہ لابدی ہے کہ ہم اپنی اولاد کو بھی دین کی تعلیم دیں اور خود بھی سماوی نظام سے روح کو تازہ کریں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تحفظ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری صدر مجلس تحفظ ختم نبوت اطلاع دیتے ہیں کہ مورخہ ۱۱، ۱۲، ۱۳، شوال بمطابق ۱۲، ۱۳، ۱۴، جنوری ۱۹۶۸ء بروز جمعہ، ہفتہ اتوار تحفظ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہی ہے جس میں ملک کے تمام اکابر علماء کرام اور مشائخ عظام شریک ہو رہے ہیں تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ جوق در جوق اس کانفرنس میں شریک ہو کر محبت نبویؐ کا ثبوت دیں۔

بہاول پور ۲۸ رمضان المبارک کو مولانا غلام محمد صاحب مبلغ تحفظ ختم نبوت کی خوشدامن دار فانی سے رحلت فرما گئیں ہیں۔

مرحومہ مغفورہ کچھ عرصہ سے سخت بیمار تھیں۔ ملتان نشتر ہسپتال اور بہاول پور وکٹوریہ ہسپتال میں زیر علاج رہیں انھیں اپنے قصبہ قادر پور بیماری کی حالت میں لے جایا گیا اور مرحومہ اپنے پیچھے دو لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑ گئیں ہیں۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جوارِ رحمت عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے"

محمد افتخار ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور۔

قبول اسلام۔ ایک عیسائی خاندان نے ۶۷-۱۱-۷ کو مولانا ملک خلیل احمد صاحب خطیب مسجد مکی جھنگ صدر کے دست پر اسلام قبول کیا ہے جن کے اسلامی نام مندرجہ ذیل رکھے گئے۔ عبدالرحمٰن، عبدالرحیم، محمد عبداللہ، غلام محمد، غلام فاطمہ، غلام عائشہ، غلام سکینہ آپ کا مخلص ڈاکٹر غلام مصطفےٰ بھٹی۔ بھٹی ہیلتھ ایڈ سرگودہا جھنگ روڈ جھنگ صدر۔

قاری کلاس کا داخلہ

گکھڑ ضلع گوجرانوالہ میں زیر نگرانی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صاحب صفدر مدظلہ قاری کلاس کا سہ سالہ کورس جاری ہے۔ سابق جماعت فارغ ہو چکی ہے۔ نیا داخلہ ماہ شوال ۱۳۸۷ھ مطابق جنوری ۱۹۶۸ء میں شروع ہو گا۔ انشاءاللہ استفادہ کرنے والے حضرات جلد از جلد تشریف لائیں۔ شرائط داخلہ درج ذیل ہیں۔

۱) حافظ قرآن ہو اور منزل پختہ ہو (۲) کم از کم پرائمری پاس ہو یا اس درجہ تک اردو پڑھنے لکھنے کی لیاقت رکھتا ہو (۳) جو حضرات مڈل یا میٹرک پاس ہوں۔ لیکن سارا قرآن کریم انہیں یاد نہ ہو۔ بلکہ بیس۲۰ پارے پختہ یاد ہوں۔ تو اُن کو بھی داخل کر لیا جائے گا۔ باقی دس پارے وہ یہاں ہی یاد کر سکتے ہیں جس کا انتظام ہے۔ انشاءاللہ مدرسہ کی طرف سے مراعات۔ مدرسہ کی طرف سے کھانا۔ رہائش۔ کتب۔ روشنی کا انتظام۔ حجامت اور صابن مفت ہو گا۔ انشاءاللہ بستر کا ذمہ دار مدرسہ نہیں ہے۔ مگر یہ کہ کوئی انتہائی نادر ہو۔ فوراً پہنچنے کی کوشش کریں۔ اور دوسروں کو یہ اشتہار جلدی پہنچائیں۔

المشتہر

حاجی اللہ دتہ بٹ (بٹ دری فیکٹری گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

سانحہ ارتحال

مورخہ ۲ جنوری ۱۹۶۸ء کو عید کے دن محترم حاجی دین محمد صاحب کی اہلیہ محترمہ اپنے اللہ کو پیاری ہو گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون، محترم حاجی صاحب اور انجمن خدام الدین کا تذکرہ لازم وملزوم ہے۔ وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی رفقائے کار اور خدام میں سے ہیں اور انہوں نے اور ان کے گھر والوں نے اس ادارہ کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے آخری ایام میں خطبہ جمعہ تحریر فرمانے کے لیے محترم حاجی صاحب موصوف کے کارخانے ہی تشریف لے جاتے رہے اور اس طرح انہیں حضرت شیخ کی خدمت کی بیش از بیش سعادت نصیب ہوتی رہی ہے۔ ظاہر ہے ان حالات میں ان کا صدمہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تمام خدام اور ادارہ خدام الدین کو صدمہ ہے اور ہم سب اس صدمہ میں ان کے اور ان کے صاحبزادگان کے برابر کے شریک ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین!

قارئین سے استدعا ہے کہ وہ مرحومہ کے لیے دل کھول کر ایصال ثواب کریں۔ (ادارہ)

بقیہ : درسِ حدیث شریف

اسے ہر وقت خدا کی خوشنودی مطلوب ہوتی ہے ایسا آدمی یقیناً خدا کی عبادت کے لئے خالی ہو گیا۔

اسلام نے خلوت در انجمن تعلیم فرمائی ہے۔ یعنی سب میں رہ کر سب کاموں میں لگ کر بھی ایسا رہے جیسے تنہائی میں رہتا ہو۔ "دست بکار دل بیار" والا معاملہ ہو۔

وہ طریقہ جو عیسائیوں نے ایجاد کر لیا ہے کہ گوشہ نشین ہو کر عبادت کی جاتے اسلام نے اس سے روک دیا ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ جو عبادتِ خداوندی کے لئے خالی ہو گیا اس میں ایک قسم کی بے نیازی آ جائے گی یعنی اس کی نظر لوگوں سے ہٹی رہے گی جو صرف خدا پر بھروسہ رکھے گا خود کو کسی کا محتاج نہیں سمجھے گا املأ صدرك غنى۔ یعنی میں تیرے سینے کو غنا سے بھر دوں گا۔ ہاں وان لا تفعل اگر تو عبادت کے لئے فارغ نہیں ہوگا ہر وقت دنیا ہی کے کاموں میں لگا رہے گا تو ملأت يدك شغلا ولم اسد فقرك میں تیرے ہاتھوں کو کاموں سے بھر دوں گا تو ہمیشہ محتاج رہے گا۔ بظاہر کتنا بھی بڑا امیر کیوں نہ نظر آئے در حقیقت ہمیشہ محتاج ہوگا۔ تیرے اوپر پریشانی اور حاجت مندی کا دروازہ ہر وقت کھلا رہے گا۔ اور کبھی مطمئن نہ ہو گا۔

اللہ تعالےٰ ہمیں بے نیازی سے نوازے

بقیہ : اداریہ

مل اونر ہیں یا فقیر، گاؤں کے نمبردار ہیں یا ضلع کے ڈپٹی کمشنر یا کوئی اور عہدہ دار ہر حال میں یہ سوچنا چاہئے کہ بحیثیت مسلمان اُن پر کیا فرائض عائد ہوتے ہیں' انہیں اُن سے کس طرح عہدہ برآ ہونا ہے اور دینِ خداوندی ان سے کیا تقاضا کرتا ہے اور کتاب وسنت کے اُن کے بارے میں کیا احکامات ہیں؟

ہمیں یقین ہے کہ اگر ہر مسلمان اپنی اپنی جگہ صرف انہی سوالات اور ان کے جوابات کو پیشِ نظر رکھے تو بہت سی مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔

آیئے! ہم اپنے اپنے دائرہ کار میں ایک مسلمان کی حیثیت سے سوچیں کہ حفاظتِ دین کا ہم سے کیا تقاضا ہے؟

انتقالِ پُرملال

مورخہ ۲۲ رمضان المبارک بروز پیر کو حاجی محمد اکرم سیکرٹری ٹاؤن سمندری حاجی محمد اسلم تاندلیانوالہ حاجی محمد صادق گوجرہ حاجی محمد افضل سوداگر لاہور کی والدہ ماجدہ کا گوجرہ میں چند دن بیمار رہ کر انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

جامع مسجد محمدیہ میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع میں رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے مرحومہ کے لئے مغفرت کی دعا کرائی گئی اور لواحقین سے ہمدردی کا اظہار کیا گیا اور جملہ اہل اسلام سے مغفرت کی اپیل کی گئی۔ محمد علی جانباز خطیب جامع مسجد محمدیہ سمندری ضلع لائل پور

علوم دینیہ کے شائقین کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ مرکزی دارالعلوم حنفیہ سمڑیال ضلع سیالکوٹ داخلہ ۲ شوال سے یکم ذیقعد تک جاری رہے گا۔ دارالعلوم ہذا میں بورڈ کے عربی، فارسی امتحانات کی تیاری کے علاوہ درسی کتب کا معقول انتظام ہے۔ جلد از جلد داخلہ لینے کی کوشش کریں۔ خوراک و کتب، رہائش کی کفالت بذمہ مدرسہ ہوگی۔

المشتہر محمد رولیس خان نسیم مولوی فاضل نائب مہتمم

اعلان

دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ کے لئے ایک قاری حافظ کی ضرورت ہے جو بچوں کو حفظ اور ناظرہ قرآن مجید پڑھانے کا تجربہ رکھتا ہو۔ بالمشافہ بذریعہ خط مطلع کریں اطلاع۔ شوال تک آنی چاہیے

محمد فیروز خان مہتمم دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

بچوں کا صفحہ

ہجرت، وطن سے جُدائی

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب مدظلہ

اسلام نور ہے، اس کے ماسوا اندھیری، اندھیری ڈراؤنی ہوتی ہے۔ اس کے دامن میں ہزاروں بلائیں ہوتی ہیں، وہ چاہتی ہے کہ نور کو دبالے، مگر نور کی ایک جھلک اس کو فنا کر ڈالتی ہے۔

کافروں کی کوششوں نے اور کفر کی اندھیریوں نے بہت چاہا کہ اسلام کے نور کو مٹا دیں۔ مگر جس دل میں یہ نور گھس گیا وہ نور ہی نور ہو کر جگمگایا، خود چمکا اور دوسروں کو چمکایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ساری مصیبتیں اسلام کے پھیلاؤ کو نہ روک سکیں۔ وہ مکہ کے کناروں سے نکل کر دوسری بستیوں کو روشن کرنے لگا۔ مدینہ ۲۵۰ میل تھا، اس کے گھروں میں روشنی پہنچی۔ اور لوگ اس روشنی میں مسلمان ہونے لگے۔

مدینہ کے مسلمانوں کا شوق بڑھا، وہ آرزو کرنے لگے کہ اس نور کے سورج اور چاند تارے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھی) سب مدینہ ہی میں آ جائیں۔

ادھر مکہ کی تکلیفیں، وہاں کے لوگوں کی اندھی چال بتا رہی تھی کہ اسلام کی ترقی اسی میں ہے۔

پھول باغ سے نکل کر ہی سر پر چڑھتا ہے۔ بالآخر طے ہو گیا کہ مکہ چھوڑ کر مدینہ چلئے۔ وہیں جا کر بسئے وہیں سے دین کی ترقی ہو گی۔

"دیکھو! اسلام کو کس طرح روکا گیا مگر وہ بے کسی میں کیسے بڑھا۔

دیکھو! اسلام کی ترقی کی خاطر جو کچھ رکھتے ہو قربان کر دو۔ تم پھیلنے کی کوشش کرو، اسلام کا جھنڈا بلند کرو، اور ساری دنیا پر چھا جاؤ۔"

نبوت کا تیرھواں سال ہے۔ عمر مبارک باون سال پورے کر چکی۔ جو طے ہوا تھا اس پر عمل ہو رہا ہے۔ صحابہ کرام مکہ سے نکل کر مدینہ کو روانہ ہو رہے ہیں۔ مکہ کے کافر اس ہجرت کو اپنی موت سمجھتے ہیں۔ وہ جانے والوں کو روکتے ہیں مگر جو خدا کے لئے نکل کھڑا ہو وہ کسی کے روکنے سے کب رک سکتا ہے۔ اکثر صحابہ نکل نکل کر مدینہ پہنچ چکے آج کل میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ارادہ کر رہے ہیں۔ کافر پریشان ہیں کہ کیا کریں، وہ یقین کئے ہوئے ہیں کہ ہماری ہر طرح کی روک تھام اور قید و بند کے باوجود اسلام کی ترقی نہ رک سکے گی۔ تو مدینہ کی آزادی میں یقیناً اس کی ترقی بے پناہ ہوگی، اسلام ہی کا غلبہ ہوگا اور ہماری عزت اور ریاست خاک میں مل جائے گی۔

ان حالات پر غور کرنے کے لئے کافروں کے سردار اکٹھے ہوتے ہیں —— آخرکار طے ہوتا ہے کہ ہر ایک خاندان کا ایک ایک نوجوان رات کو ہتھیار باندھ کر آئے اور یہ سب مل کر رات کی اندھیری میں اسلام کی جڑ ہی کو کاٹ ڈالیں۔ سچی آواز کے حلق پر چھری پھیر دیں۔ یعنی نصیب دشمناں نبی رحمتؐ کو شہید کر ڈالیں (صلی اللہ علیہ وسلم) لیکن یہ سچی آواز خدا کی آواز تھی۔ اسلام کا درخت خدا کا لگایا ہوا تھا۔ نبی امیؐ کا حامی خود اللہ تھا۔ اس نے اپنے سچے رسولؐ کو کافروں کے مشورہ کی خبر کر دی اور حکم دے دیا کہ آج کی رات مکہ چھوڑ کر مدینہ روانہ ہو جائیں۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صدیق اکبرؓ کو خبر کر دی، وہ پہلے سے دو اونٹنیاں اور سفر کا سامان تیار کئے ہوئے تھے اور ارشاد کے منتظر تھے۔

رات کا وقت ہوا، اندھیری رات تھی، کافر اپنا منصوبہ پورا کرنے کے لئے آئے، اور کاشانۂ نبوت کے چاروں طرف گھیرا ڈال لیا۔

دیکھو! کیسا نازک وقت ہے، دشمن قتل کے لئے تیار، مددگار کوئی نہیں۔ ہاں اللہ سب سے بڑا مددگار ہے۔

رات ڈھلنے لگی، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت علیؓ کو فرمایا "تم بستر پر لیٹ جاؤ۔ ممکن ہے کافر جھانکیں تو انہیں اطمینان رہے کہ نبی موجود ہیں۔ اور تم لوگوں کی امانتیں واپس دے کر مدینہ چلے آؤ"۔

فداکاری یہ ہے کہ حضرت علیؓ فوراً لیٹ گئے۔ انہیں گھبراہٹ نہ ہوئی کہ یہ بسترہ وہ ہے جس کے سونے والے کو قتل کرنے کے لئے دشمن تلواریں لئے کھڑے ہیں۔

اللہ کا سچا رسولؐ، اللہ کی حمایت کے سایہ میں حجرہ سے نکلا، صحن میں پہنچا، دروازہ پر آیا، باہر قدم رکھا، اور سورۂ "یٰسٓ" کی تلاوت کرتا ہوا کافروں کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہوا سامنے سے صاف نکل گیا۔ کافروں کی آنکھیں بند تھیں اور خدا کی قدرت ان پر ٹھٹھہ لگا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اپنا ارادہ پورا کرنے کے لئے کافر اندر گھسے، لیکن وہ حیران اور شرمندہ تھے کہ ان کی ساری کوشش خاک میں مل گئی۔ فوراً بڑے بڑے سرداروں کو اطلاع کی گئی۔

دوڑ دھوپ شروع ہوئی۔ سارا مکہ چھان مارا کہیں پتہ نہ چلا تو عام اعلان کر دیا گیا کہ جو محمد (مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم) کو پکڑ لائے یا اُن کا سر لائے۔ اس کو سو اونٹ انعام میں ملیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے دولت خانہ سے نکلے سیدھے صدیق اکبرؓ کے مکان پہ پہنچے اور مکان کے دوسرے دروازہ سے دونوں بزرگ روانہ ہو کر ثور پہاڑ تک پہنچے اور تین دن اس کے ایک غار میں چھپے رہے چوتھے دن صدیق اکبرؓ کی دو اونٹنیاں پہنچیں اور یہ دونوں صاحب ایک غلام کو اور ایک راستہ بتلانے والے کو ساتھ

(باقی ص۱۸ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱-۲۳۷ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۷۶۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G۸۸۲/۴۰-۳۱۰-۱۵ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا